﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۱؍جون ۲۰۰۴ء | ۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۵ہجری قمری ۱۱؍احسان ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۲۴

انکساری کی ایک علامت

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

آدمی کی تواضع اور انکساری میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بھائی کے بچے ہوئے میں سے پی لے۔

(معجم ابوبکر اسماعیلی جلد ۳ صفحہ ۷۵۴)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہئے

صدق و وفا والوں اور ان کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

''غرضیکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہئے اور بیعت اس نیّت سے ہرگز نہ کرنی چاہیئے کہ میں بادشاہ ہی بن جاؤں گا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جاوے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو اس لئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں کو لوگوں سے چھڑا دیویں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں اور اس کے لئے ہر ایک دکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہوتا ہے۔ لیکن ابتداء میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تا کہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جائے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو دکھلاوے کہ جو ہماری طرف آنیوالے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں کہ مار پر مار کھاتے ہیں لیکن منہ نہیں پھیرتے اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اُن سے وہی سنّت برتتا ہے جو کہ منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ پیار اور رحم اور محبت کرنی کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اخلاص ضروری ہے۔ کوئی دل سے اس کا ہو پھر دیکھے کہ آیا مخلص کی دست گیری اور کفالت اس کی خوبی ہے کہ نہیں۔ لیکن جو اسے آزماتا ہے وہ خود آزمایا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اسلام لایا۔ بعد ازاں اندھا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرنے سے یہ آفت مجھ پر آئی ہے۔ اس لئے کافر ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اُسے بہت سمجھایا، لیکن وہ نہ مانا۔ حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تعالیٰ تو اس امر پر قادر تھا کہ اسے دوبارہ بینائی بخش دیتا۔ لیکن کافر ہو کر دنیا سے تو اندھا تھا دین سے بھی اندھا بن گیا۔ مجھے فکر ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کو آزماتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خود آزمائے جاویں۔ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان لاوے، اوّل وہ مصائب کے لئے تیار رہے۔ مگر یہ سب کچھ اوائل میں ہوتا ہے۔ اگر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر فضل کر دیتا ہے کیونکہ مومن کے لئے دو حالتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے تو مصائب کا ایک دوزخ اس کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں اُسے کچھ عرصہ رہنا پڑتا ہے اور اس کے صبر اور استقلال کا امتحان کیا جاتا ہے اور جب وہ اس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو دوسری حالت یہ ہے کہ اس دوزخ کو جنّت سے بدل دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالیٰ سے یہاں تک قرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ کہ جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے وہ جنگ کے لئے تیار ہو جاوے۔ اس قدر غیرت خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے۔ پھر وہ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شئے میں اس قدر تردد نہیں ہوتا جس قدر کہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور اچھا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی جان لینا چاہتا ہے مگر اسے مہلت دے دیتا ہے کہ اور کچھ عرصہ دنیا میں رہ لیوے۔

(ملفوظات جلد چہارم ۔صفحہ ۹۸، ۹۹ طبع جدید)

فرمودات خلفاء

آنحضرت ﷺ کی غلامی اور متابعت میں کامل فتح کے حصول کے عزم کا اعلان اور مخالفین احمدیت سے مخاطب ہوتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پس قرآن کریم نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو مَیں نے (یعنی خدا نے) اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دنیا کے تمام دینوں پر اس کے دین کو یا اس کو غالب کر دے تو یہ منصوبہ تو بن چکا ہے اور ہم اس منصوبہ کو پورا کرنے میں اپنی سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ تمہیں توفیق نہیں مل رہی کہ اس منصوبے کے لئے کوئی کام کرو، تمہیں یہ توفیق نصیب نہیں ہو رہی کہ اسلام کے غلبہ کے لئے ہماری طرح قربانیاں دو، اپنی جان و مال اور عزتیں پیش کرو ، زندگیاں وقف کرو ، اسلام اور دیگر مذاہب پر غور و فکر کرتے ہوئے نئے نئے نکات لے کر آؤ، نئے دلائل پیش کرو، نئے براہین سے دنیا کا مقابلہ کرو اور ان کو فتح کرو۔ لیکن تم تو ان باتوں سے عاری ہو۔ تمہارے دامن میں تو سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں، سوائے جبر اور تشدد کی تلوار کے تمہارے پاس ہے کیا؟۔

ہم تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ حالت میں پاتے ہیں۔ ہم تو اپنے وجود کو اس نقشہ کے اندر لکھا ہوا پاتے ہیں اور اپنے نقوش اس نقشہ میں مرتسم پاتے ہیں جو قرآن کریم میں بنایا گیا۔ ہم سے زیادہ خوش نصیب اور کونسی قوم ہو سکتی ہے۔ اور تم خود ان نقوش کو ابھار رہے ہو اور تمام دنیا میں یہ اعلان کر رہے ہو کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے تمام دنیا کی فتح کا منصوبہ بنایا ہے اور وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جماعت کے سوا اور کوئی جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ہم تو اس تقسیم پر راضی ہیں۔ تمہارا دل جو چاہتا ہے کرو، جو زور لگتا ہے لگا لو، جتنی طاقتیں سمیٹ سکتے ہو سمیٹ لو اور ساری دنیا میں احمدیت کے خلاف پراپیگنڈا کرو کہ یہ جماعت تم سب کے لئے ایک خطرہ ہے۔ مگر ہم اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ ہمارا ایک بھی قدم تمہارے خوف سے پیچھے نہیں ہٹے گا کیونکہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں اور ہم نے آپؐ کو ہی اپنے آقا اور اپنے مولیٰ کے طور پر پکڑا ہوا ہے۔ آپؐ کے دامن کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ آپ کے غلام پیچھے ہٹنے والے غلام نہیں تھے۔ آپؐ کے غلاموں کی فطرت کا خمیر اس مٹی سے نہیں اٹھایا گیا جس مٹی میں بزدلی پائی جائے۔

پس ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میدان میں لازماً آگے بڑھیں گے اور ہر میدان میں آگے بڑھتے ہی چلے جائیں گے، ہر جہت میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہم

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

وقفِ زندگی

بے نفس ایثار پیشہ لوگ دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کر کے اور مشکلات و تکالیف برداشت کر کے بھی اطمینان وسکون حاصل کرتے ہیں۔انبیاء اس لحاظ سے مثالی وجود ہوتے ہیں جو بغیر کسی لالچ، خود غرضی یا نام ونمود کے سب کچھ خدا تعالیٰ کے راستہ میں قربان کر دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بے مثال اسوۂ حسنہ کی پیروی میں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس مبارک طریق پر چلتے ہوئے ہر وہ چیز جو آپ کے قبضہ اختیار میں تھی خدا تعالیٰ کے رستہ میں جھونک دی۔ براہین احمدیہ کی تیاری و اشاعت کے سبب اخراجات برداشت کرنے کے علاوہ دشمنان اسلام کو لاجواب کرنے اور ان پر حجت تمام کرنے کے لئے دس ہزار روپے کا انعام رکھا جو اس زمانہ کے لحاظ سے آپ کی کل جائیداد کے برابر ایک بہت بڑی رقم تھی۔ احیائے دین اور اقامۂ شریعت کی مہم میں شامل ہونے والے خوش قسمت افراد کی مہمان نوازی کے لئے حضرت اماں جان کے زیور فروخت کر کے لگا دیئے اور کئی دفعہ یہ صورت بھی پیش آئی کہ اپنا کھانا اور اپنا بستر بھی مہمانوں کو دیدیا اور خود سردیوں کی لمبی راتیں بستر کے بغیر بسر کر دیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کی روایت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دنیوی زندگی کے آخری دن فٹن پر سوار ہوتے ہوئے یہ تاکید فرمائی کہ گاڑی بان کو اچھی طرح سمجھا دیا جائے کہ ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے اور اتنی دور ہی جایا جائے کہ واپسی بھی اسی میں ہو جائے۔

آپ کی بے نفسی اور ایثار وقربانی کی یہ روح آپ کے ساتھیوں اور متبعین میں بھی سرایت کر گئی۔حضرت مولانا نورالدینؓ جو علم الادیان اور علم الابدان کے مسلمہ ماہر اور ہندوستان بھر میں بلکہ بیرون ملک بھی بہت اچھی شہرت کے مالک تھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں خدمت دین کے لئے دھونی رما کر بیٹھ گئے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی جو کئی زبانوں کے ماہر تھے اعلیٰ مشاہرے اور ملازمت کے یقینی مواقع کو نظر انداز کرتے ہوئے دیار مسیح کے لئے وقف ہو کر رہ گئے۔حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ، حضرت مولوی محمد احسن صاحبؓ، حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ وغیرہ کے نام اس سلسلہ میں بہت نمایاں ہیں مگر ایسے گم نام مخلصین کی تعداد اور قربانی بھی کسی طرح کم نہیں ہے جو اصحاب الصفہ کی طرح اپنے گھر بار چھوڑ کر قادیان کے ہی ہو گئے۔

واقفین زندگی کا یہ گروہ جماعت کی تاریخ کا قابل رشک حصہ ہے۔اسی سے واقفین زندگی کی بابرکت تحریک شروع ہوئی اور حضرت مصلح موعودؓ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے جماعت کے نوجوانوں نے یہ جاننے یا پوچھنے کے بغیر کہ ان کا کام کتنا مشکل ہوگا اور اس کا کوئی معاوضہ بھی ملے گا یا نہیں اپنے آپ کو وقف کر دیا اور تبلیغی میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ان میں سے بعض خوش نصیب ممالک غیر میں دینی خدمات بجالاتے ہوئے شہادت کے مقام پر بھی فائز ہوئے۔

نیروبی کینیا میں ایک احراری مولوی صاحب نے سچائی کی مخالفت میں ایک طوفان بپا کر دیا۔نیروبی جماعت کی طرف سے قادیان اطلاع پہنچی تو واقفین زندگی میں سے ایک نوجوان حضرت شیخ مبارک احمد صاحب کو وہاں بھجوایا دیا گیا۔وہ مولوی صاحب تو اس خیال سے وہاں گئے تھے کہ جماعت کی مخالفت کی وجہ سے نیروبی کے خوشحال مسلمانوں میں ایک پیر کی طرح زندگی بسر کریں گے۔مگر جب ایک واقف زندگی کی قربانی، بے نفسی، اخلاص ،توکل اور جدوجہد سے واسطہ پڑا تو وہ جلد ہی یہ سمجھ گئے کہ یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے اور چپکے سے ہندوستان واپس چلے گئے۔جبکہ اس کے مقابل پر حضرت شیخ صاحب نے احمدی واقفین کی روایتی قربانی پیش کرتے ہوئے وہاں جماعتیں قائم کیں۔مساجد تعمیر کیں۔قرآن کریم کے سواحیلی میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔وہاں آپ پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔جھوٹی مخبریاں بھی کی گئیں اور قدم قدم پر مشکلات پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر ایک واقف زندگی کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔حضرت شیخ صاحب مشرقی افریقہ میں کم وبیش ربع صدی نہایت مفید وموثر خدمات بجالانے کے بعد واپس مرکز گئے اور وہاں اہم جماعتی خدمات سرانجام دیں۔آپ کو یورپ اور امریکہ میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔یورپ اور امریکہ کی کئی مساجد اور مشن ہاؤس آپ کی یادگار ہیں۔قرآن مجید کے سواحیلی ترجمہ کی قابل رشک خدمت بجالانے کے علاوہ آپ کو زندگی کے آخری ایّام میں حدیث کے ایک نہایت عمدہ مجموعے ریاض الصالحین کے سواحیلی ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی جسے آپ نے اپنے خرچ پر طبع کروا کر مشرقی افریقہ کی جماعت کو بطور عطیہ دے کر ایک بیش بہا صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کیا۔

یہ ایک مثال ہے۔ایسے واقفین زندگی دنیا بھر میں خدمات بجالا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب اس فتح نصیب قافلہ میں واقفین وقف نو اور واقفین وقف جدید کی کمک نئے جذبوں اور ولولوں کے ساتھ شامل ہو رہی ہے۔ ؎

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز شب کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(عبدالباسط شاہد)

آدمی بن گئے خدا یا ربّ
آسماں سے اتر کے آ یا ربّ

کبرِ نمرود زُعمِ طاقت سے
قابض بحر و بر ہوا یا ربّ

صحن صحرا میں موت ہے رقصاں
بے دھڑک اور برملا یا ربّ

خون و آتش کا کھیل ہے جاری
کربلا ہو گئی فضا یا ربّ

سربریدہ بدن کٹے لاشے
ظلم کی ہے یہ انتہا یا ربّ

روحِ انسانیت ہے نوحہ کناں
المدد المدد پناہ یا ربّ

ان پہاڑوں کو پیس کر رکھ دے
جو بنے پھرتے ہیں خدا یا ربّ

تجھ کو تیرے جلال کی ہے قسم
اپنی چمکار اب دکھا یا ربّ

کوئی تیرے سوا نہیں معبود
ہے فقط تُو ہی تُو خدا یا ربّ

(مبارک احمد ظفرؔ)

بقیہ:فرمودات خلفاء از صفحہ اول

اور ہماری آنے والی نسلیں، ہمارے بوڑھے اور ہمارے بچے چین نہیں لیں گے جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ کا تاج ظالموں کے سروں سے نوچ کر واپس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور پیش نہیں کر دیتے، وہی ہمارے لئے طمانیت کا وقت ہے، وہی ہمارے لئے چین اور آرام جاں ہے، اسی کی خاطر ہم مرتے ہیں اور اسی کی خاطر ہم مرتے رہیں گے۔اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کا جھنڈا جلد از جلد دنیا کی تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کے بڑے سے بڑے ایوانوں پر لہرایا جائے۔ایک ہی جھنڈا ہو اور وہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا ہو، ایک ہی اعلان ہو اور وہ نعرۂ تکبیر کا اعلان ہو کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس خدا کے جو ایک خدا ہے اور کوئی اور رسول باقی نہیں مگر محمد ﷺ جو آخری صاحب شریعت اور صاحب حکم رسول ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۵ء۔مسجد فضل لندن)

مالی سال کا اختتام

جماعت کا مالی سال ۳۰؍جون ۲۰۰۴ء کو ختم ہوتا ہے۔ اور اب مالی سال ۲۰۰۳-۰۴ء کو ختم ہونے میں بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے۔

ایسے احباب جماعت جو دوران مالی سال لازمی چندوں میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں چاہئے کہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں تاکہ وہ بقایادار شمار نہ ہوں۔**جزاکم اللہ احسن الجزاء۔**

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

عورتیں کنیز کیں نہیں بلکہ ساتھی ہیں

(منیر احمد منور ۔ جرمنی)

{مکرم منیر احمد صاحب منور، مبلغ سلسلہ جرمنی نے جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۳ء کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کے حوالہ سے عورتوں کے شرف اور عظمت کے متعلق اسلامی تعلیم پر مشتمل ایک تقریر کی ۔ ذیل میں اس کا متن ہدیۂ قارئین ہے۔ } (مدیر)

﴿وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾ (سورۃ الروم آیت ۲۲)

اوراس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اوراس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غوروفکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

ماموزِ زمانہ، مجدّدِ الفِ آخر سیّدنا ومولانا حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے احیاءِ دین، قیامِ شریعت اور تزکیۂ نفوس کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو عظیم اصلاح فرمائی اس کا دائرہ معاشرے کے ہر پہلو تک وسیع ہے۔

اس عظیم اصلاح کے منصوبہ کے دوران خدائے رؤوف ورحیم نے آپ کی توجہ ایک بہت بڑی غلطی کے ازالے کی طرف پھیر دی جو میاں بیوی کے تعلقات میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کو الہام ہوا۔

''بہت لوگ خیال کرتے ہیں کہ عورتیں ان کی کنیز کیں ہیں۔ کنیز کیں نہیں بلکہ ان کی ساتھی ہیں''۔

(تذکرہ صفحہ ۷۹۰)

یہی الہام آج میری تقریر کا موضوع ہے ۔ خاکسار نے جس آیت کی تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل میں سے ازواج کی خلق بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان سے تسلی اور تسکین حاصل کرو۔ اور وہ مشکلات کے وقت تمہاری غمگسار اور مونس بنیں۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل کتاب میں بار باران کے حقوق کی ادائیگی اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ فرماتا ہے۔

﴿وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾۔ اور اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) اُن پر ہے۔ حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔ (البقرہ : ۲۲۹)

پھر فرمایا :

﴿وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا﴾ (النساء: ۲۰)

اوران سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ﴾۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ (البقرہ: ۱۸۸)

آئیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ لباس کس کام آتا ہے ۔ اور اس تمثیل کی روشنی میں ہمارا کیا کردار ہونا چاہئے۔

اول: لباس انسان کا عیب اور ننگ چھپاتا ہے۔ لہٰذا میاں بیوی ایک دوسرے کے عیبوں کا ذکر نہ کریں اور ستر پوشی سے کام لیں۔

دوم: لباس زینت کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کا آپس کا تعلق اور خوشگوار ماحول نہ صرف ایک دوسرے کے لئے خوبصورتی کا باعث ہو بلکہ دوسروں کو بھی بھلا محسوس ہو۔

سوم: لباس انسان کو سردی گرمی سے بچاتا ہے اور بدن کی حفاظت کرتا ہے۔ لہٰذا دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شامل ہونا چاہئے اور طعن وتشنیع سے نہ صرف خود بچیں بلکہ دوسروں کے حملوں سے ایک دوسرے کو بچائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے لفظ ''لِبَاس'' ہی کی تشریح بیان کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرمایا۔

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ﴾ (بقرہ آیت : ۱۸۸)۔ یعنی عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ پس موجب سکون اور آرام ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ عورت مرد کے لئے سکون کا باعث ہے اور مرد عورت کے لئے۔

مرد وعورت دونوں کو ایک لباس کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کی حفاظت کرنی چاہئے ۔ اگر کوئی نہا دھو کر نکلے لیکن میلے کچیلے کپڑے پہن لے تو کیا وہ صاف کہلاتا ہے۔ کوئی شخص خواہ کس قدر صاف سُتھرا ہو۔ لیکن اس کا لباس گندہ ہو تو وہ گندہ ہی کہلاتا ہے۔ پس ﴿ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ﴾ میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا نیکی بدی میں شریک قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے ۔ اسی طرح ﴿لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا﴾ کا مفہوم پورا ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لئے بطور رفیق سفر کے کام کرتے ہیں''۔

(فضائل القرآن صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶)

جنت نظیر معاشرہ یا خاندان کی راحت وآرام اور سکون کا انحصار مرد وعورت کی باہمی رضا مندی اور اتفاق و پیار پر ہے۔ سب سے پہلی بات میاں بیوی کا ایک دوسرے پر اعتماد اور ایک دوسرے کا احترام کرنا ہے جس سے گھر کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں اور گھر محبتوں کا گہوارہ بنتا ہے اور جنت کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہی گھر سب سے اچھا گھر ہے۔ جس کے باسیوں کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اگر کوئی گھر ایسا نہیں تو اس گھر کی بنیادیں ان گھروندوں کی طرح ہیں جنہیں بچے سارا دن بناتے اور ڈھاتے رہتے ہیں اور ان کی بنیادیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔

ایک خوشیوں بھرا آشیانہ بنانے کے لئے باہمی اتفاق و پیار، ایثار اور بلند اخلاق وکردار جیسے قیمتی گہر چاہئیں جو دونوں میاں بیوی میں نمایاں طور پر ہونے ضروری ہیں تا پیار ومحبت کی خوشبوؤں سے سارا گھر معطر اور مہکتا رہا ہے۔ ویسے بھی آیہ کریمہ ﴿وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا ان پر ہے) کے مطابق دونوں کے حقوق مساوی ہیں۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ''انسان'' کے زمرہ میں شامل کیا ہے ۔ مرد وعورت دونوں کو یکساں احکامات سے نوازا ہے۔ اسی طرح انعامات بھی یکساں ہی تقسیم کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنّتی گھر تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمہاری صبح حسیں ہو رُخِ سحر کی طرح
تمہاری رات منور ہو شب قمر کی طرح
کوئی بہشت کا پوچھے تو کہہ سکوں ہنس کر
کہ وہ خوب جگہ ہے ہمارے گھر کی طرح

حسن معاشرت کے لئے میاں بیوی دونوں کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ مردوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:۔

''پس ﴿اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ میں تو اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے کہ یہ تمہاری کھیتی ہے اب جس طرح چاہو سلوک کرو۔ لیکن یہ نصیحت یاد رکھو کہ اپنے لئے بھلائی کا سامان ہی پیدا کرنا ورنہ اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ یہ ایک طریق کلام ہے جو دنیا میں بھی رائج ہے۔ مثلاً ایک شخص کو ہم رہنے کے لئے مکان دیں اور کہیں کہ اس مکان کو جس طرح چاہو رکھو۔ تو اس کا مطلب اُس شخص کو ہوشیار کرنا ہوگا کہ اگر احتیاط نہ کرو گے تو خراب ہو جائے گا اور تمہیں نقصان پہنچے گا ۔ اسی طرح جب لوگ اپنی لڑکیاں بیاہتے ہیں تو لڑکے والوں سے کہتے ہیں کہ اب ہم نے اسے تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے جیسا چاہو اس سے سلوک کرو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اسے جوتیاں مارا کرو۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ یہ تمہاری چیز ہے اسے سنبھال کر رکھنا۔ پس ﴿اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ عورت تمہاری چیز ہے اگر اس سے خراب سلوک کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے لئے بُرا ہوگا ۔ اور اگر اچھا سلوک کرو گے تو اچھا ہوگا ۔ دراصل اس آیت سے غلط نتیجہ نکالنے والے اَنّٰی کو پنجابی کا 'اَنّاہ' سمجھ لیتے ہیں اور یہ معنے کرتے ہیں کہ 'اَنّھے واہ' کرو''۔ (فضائل القرآن صفحہ ۱۸۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ عورتوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

''بعض مرد کہتے ہیں کہ ہمارا بھی تو ذکر کرو۔ ہم پر بھی تو ظلم ہوتا ہے اور ایسے بیچارے لوگ ہیں جو واقعۃً گھر سے باہر زندگی زیادہ سے زیادہ کاٹتے ہیں کیونکہ گھر جانا ان کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ اسی ضمن میں ایک لطیفہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کو بتا رہا تھا کہ میرا کتنا کام ہے۔ اس نے کہا دیکھو اتنے گھنٹے فلاں جگہ کام کرتا ہوں تو گھر کے لئے دو چار گھنٹے صرف بچتے تھے تو اس نے بڑے تعجب سے کہا کہ تمہیں آرام کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ اس نے کہا یہی تو آرام کا وقت ہے جو گھر سے باہر میں خرچ کرتا ہوں ۔ یہی تو میرے آرام کا وقت ہے، گھر تو عذاب ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں بیچارے جن کی بیویاں ظالم ہوتی ہیں اور ان کا گھر جانا ایک مصیبت بن جاتا ہے۔......خاوند بیچارے تو بے اختیار ہیں ۔ اب ان کے ہاتھ سے معاملہ آگے نکل گیا ہے، کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے یتیمی کے رونے کے ان کے پلّے کچھ نہیں رہا باقی۔......

تو عورتوں کو چاہئے کہ ہوش کریں اور ایسے لوگوں کی عزت کریں، ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں، اپنے گھر کو ان کیلئے جنت بنائیں گی تو ان کے پاؤں تلے ان کے بچے بھی جنت حاصل کریں گے۔''

(خطبہ جمعہ ۵ فروری ۱۹۹۹ء از الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۶ مارچ تا یکم مارچ ۱۹۹۹ء صفحہ ۶)

بیویوں سے حسن سلوک کرنے کے مضمون کو آنحضور ﷺ نے مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ مثلاً درج ذیل زرّیں قول فرما کر دریا کو کوزے میں بند کردیا۔ 'خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ'۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے سلوک اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

آنحضرت ﷺ کا صرف یہ ایک مبارک ارشاد ہی گھروں کی چار دیواری کو جنت بنا دینے کے لئے کافی ہے جس میں بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کا معیار آنحضرت ﷺ کی حسن معاشرت ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا ۔

کہ عورتوں کو اچھی باتوں کی وصیت کرو۔

اس موقعہ پر مزید فرمایا۔

''عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتیں ۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ان کا خود خیال رکھو۔ ان کی ضروریات وحاجات کو پورا کرو اور حسن معاشرت کا رویہ پیش نظر رکھو'۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دینار تُو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تُو گردن آزاد کروانے پر خرچ کرے، اور ایک دینار تُو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تُو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اُس دینار کا ہوگا جو تُو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہوگا۔

ایک دفعہ فرمایا:۔

مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے ۔ اگر اس کی ایک بات تجھے ناپسند ہے تو

کچھ اچھی باتیں بھی ہونگیں ۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھو۔(مسلم)

اس حدیث کی روشنی میں خاوند کو فیاضی ، درگزر ، ایثار اور مصالحت سے کام لینا چاہئے کیونکہ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ۔صلح ہی بہتر ہے۔

☆مردوں کہ یہ نصیحت بھی فرمائی:

''وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا ۔ وَلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حق ہے''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے زیادہ کج حصہ اس کا سب سے اعلیٰ حصہ ہوتا ہے ۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ ڈالو گے ۔پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو۔

اسی روایت کو بعض اور الفاظ میں یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے ۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے لیکن اس کے ٹیڑ ہے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو گے تو فائدہ اٹھالو گے۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ !مَاحَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ، کہ بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اِحْمِلُوْا النِّسَآءَ عَلٰی اَھْوَآئِھِنَّ۔ کہ عورتوں کی ضروریات اور خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو اور انہیں پورا کرنے کا خیال رکھو۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

'' قیامت کے روز خدا کے حضور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے علیحدگی میں ملتا ہے اور وہ اس سے ملتی ہے ، پھر بعد میں وہ اس کے راز پھیلاتا ہے''۔(صحیح مسلم کتاب النکاح)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' یہ گندی اور بدبخت عادت بھی بعض مردوں میں ہوتی ہے ۔ وہ اپنی بیوی سے متعلق کہ کیسے ملی اور کیسی تھی باہر اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب حرکت ہے ۔دونوں ایک دوسرے کے بدن کے کپڑے ہیں جن کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہئے''۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

'' اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق عورت آدم کی پسلی سے پیدا نہیں کی گئی بلکہ آدم کی پیدائش کے ساتھ ہی پہلے بھی موجود تھی۔تو یہ محاورے ہوتے ہیں جن کے معنے سمجھنے چاہئیں ۔پسلیوں میں ایک کجی بھی ہے لیکن اس کی کجی کی وجہ سے چھاتی کے اندر جو کمزوریاں ہوں یا جو بہترین جگہ جس کی حفاظت کرنی چاہئے وہ ہوں ان کو پسلی ڈھانپتی ہے۔

عورت بھی اسی طرح اپنے مرد کے لئے بہت سی چیزوں کے ڈھانپنے کا موجب بن جایا کرتی ہے اور حفاظت کرتی ہے اس کی ۔ پس یہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ 'عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے' سے مراد کیا ہے ۔اس پسلی کو اگر سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی مگر اس کی کجی میں ہی اس کے حسنِ ادا پر غور کرو گے تو پتہ چلے گا کہ عورت میں جو ہلکی سی کجی سی پائی جاتی ہے وہی اس کی حسن ادا ہے۔اور اس کی وجہ سے وہ اور زیادہ پیاری ہوجاتی ہے ۔تو عورتوں کے نخرے کرنے کی بعض دفعہ ہلکی سی عادت ہوتی ہے ان کو برداشت کرنا چاہئے کیونکہ ان نخروں میں ہی حسن ہے، جب حسن آتا ہے تو نخرے آہی جاتے ہیں ساتھ۔ تو اس لئے یہ مضامین ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں سمجھائے ہیں کہ عورت کو اس طرح سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو کہ وہ ٹوٹ کے رہ جائے۔ اس کے ٹیڑھے پن میں ایک حسن ہے اس سے لطف اندوز ہو اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھا کرو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24جنوری 2000 الفضل ربوہ 18۔ اپریل 2000)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔

(بخاری کتاب الایمان)

اسی طرح فرمایا کہ:

'' تم میں ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے ۔ چنانچہ امام بھی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور خاوند اپنے اہل وعیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے ۔اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے۔(بخاری کتاب الوصایا)

حضرت معاویہ بن حیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ ! ہم میں کسی کی بیوی کا حق اس کے خاوند پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو کھاتا ہے تو اس کو بھی کھلا ۔اور جب تو پہنتا ہے تو اس کو بھی پہنا۔اور چہرے پر نہ مار اور نہ اس کو بُرا بھلا کہہ۔ اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر مگر گھر کے اندر ہی۔''

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علیٰ زوجہا)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

'' اس میں حسنِ معاشرت کے بہترین اصول بیان فرمادیئے گئے ہیں ۔بعض مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو کماتے ہیں وہ باہر ہی کھاتے پیتے اڑادیتے ہیں اور بیوی کو تنگ کرتے ہیں ۔تو یہ ناجائز حرکت ہے۔ جو کماؤ اس کے مطابق ہی بیوی کو دیا کرو اور باہر پھر کر کھانا کھانے کی عادت اچھی بات نہیں ہے ۔ سوائے اس کے کہ اگر ہوسکتا ہو۔تو بیوی کو بھی ساتھ لے کے جاؤ......میرا اپنا بھی ہمیشہ یہی طریق رہا ہے۔ جب کبھی توفیق ملے باہر جا کے کھانا وانا کھانے کی تو ضرور ساتھ لے جاتا ہوں ۔ یہی اُسوہ ہے جس کی طرف آنحضرتؐ نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

پھر یہ جو فرمایا بعض دفعہ غصّے سے ایک انسان تھوڑا سا مار بھی دیتا ہے ۔اور اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بدمزاجی کی وجہ سے بھی مار دیتے ہیں ۔مگر بعض تنگ آجاتے ہیں بعض حرکتوں کی وجہ سے...........مگر ایسی صورت میں یہ بہت باریک حکم ہے۔ چہرے پر نہ مار اور برا بھلا نہ کہہ اور اس سے علیحدگی اختیار کر مگر گھر کے اندر۔ مراد یہ ہے کہ جب یہ باہر نکلیں تو بظاہر تو یہ منافقت ہے لیکن یہ بڑا ضروری ہے کہ لوگوں کو نہ پتہ چلے کہ خاوند بیوی سے ناراض ہے اور بیوی کی عزت رہ جائے تو یہ منافقت نہیں ہے ۔ بلکہ بیوی کی دلداری کی خاطر یہ حکم دیا گیا ہے کہ باہر ساتھ لے کر جاؤ اور پھر اس سے بات نہ کرو ، بولو نہیں ، تو ساری دنیا میں مشہور ہوجائے گا کہ پتہ نہیں کیوں یہ اپنی بیوی سے ناراض ہے ۔اس لئے اس نصیحت پر بھی بڑی باقاعدگی سے کاربند ہونا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ ۲۱/جنوری ۲۰۰۰ء)

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الطلاق)

ایک دفعہ اسماؓء بنت یزید انصاری آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آئیں اور عرض کیا حضورؐ ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں مَیں عورتوں کی طرف سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عورتوں اور مردوں سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے ۔ ہم عورتیں گھروں میں بند ہوکر رہ گئی ہیں اور مردوں کو یہ فضیلت اور موقع حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت ، جمعہ اور دوسرے مواقع اجتماع میں شامل ہوتے ہیں ، نماز پڑھتے ہیں ، حج کے بعد حج کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب کہ ہم آپ کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں اور سوت کات کر آپ کے کپڑے بنتی ہیں ، آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں ۔کیا مردوں کے ساتھ ہم ثواب میں برابر کی شریک ہوسکتی ہیں جبکہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں؟۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء کی یہ باتیں سن کر صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف مڑ کر دیکھا اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اس عورت سے زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی عورت اپنے مسئلہ اور کیس کو پیش کرسکتی ہے؟ یعنی حضرت اسماءؓ نے جس طرح وکالت کی ہے عورتوں کی آنحضرت ﷺ نے اس کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی عمدگی کے ساتھ اور اتنے اچھے پیرایہ میں اپنا مقدمہ پیش کرسکتی ہے ۔ پھر آپ اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتون اچھی طرح سمجھ لو اور جن کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو ان کو جا کر بتادو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ص 399 الا ستیعاب فی معرفۃ الا صحاب ص 726)

یہ مراد نہیں کہ عورتوں کے لئے مساجد میں جانا منع ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو اجازت تھی کہ پچھلے حصہ میں صف بناتی تھیں اور باقاعدہ نمازوں میں شریک ہوجایا کرتی تھیں۔ صبح کی نماز میں خاص طور پر اور عشاء کی نماز میں بھی ۔ بڑی کثرت سے اس کی گواہی ملتی ہے ۔ پس عورتوں کو نمازوں میں شرکت سے نہیں روکنا چاہئے کہ تمہیں ثواب مل جائے گا ،تم بیٹھی رہو ۔ جہاں تک توفیق ہو عورتوں کو بھی جمعہ پڑھنے میں لے جایا کریں ،بچوں کو بھی ۔اور روزمرہ کی نمازوں میں بھی اگر وہ شریک ہوسکتی ہیں صبح اور خاص طور پر عشاء کی نماز میں ان کو ضرور شریک ہونے کی اجازت ہونی چاہئے بلکہ حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

اُسوۂ رسولؐ

ان تعلیمات کے آئینہ میں ہم اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتے ہیں تو آپ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ کہتے نظر آتے ہیں یعنی میں تم میں سے اپنے اہل سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہوں۔ آپؐ گھر میں ہنستے کھیلتے ، اہل وعیال سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ۔ ازواجِ مطہرات سے مزاح کرتے ، دل لگی فرماتے ۔ گھر کے کاموں میں مدد فرماتے ۔ اگر کوئی بی بی آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے ۔ کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے ۔ گویا کہ بلا تکلف گھر کے کام کاج کرتے ۔ احادیث میں آپ کی یہ سیرت ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ اَلْیَنَ النَّاسِ وَ اَکْرَمَ النَّاس۔ کہ آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ کریم تھے۔

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ پیچھے رہ گئیں ۔ نبی کریمؐ نے دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہی ہیں ۔آپؐ رُک گئے اور اپنے دست مبارک سے چادر کا پلّو لے کر ان کے آنسو پونچھے ۔ آپؐ آنسو پوچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

ایک دفعہ کچھ سہیلیاں ایک محفل میں اپنے خاوندوں کی خوبیوں کا ذکر کر رہی تھیں۔ حضرت عائشہؓ بھی وہاں موجود تھیں ۔ایک عورت نے ابو زرعہ کی خوبیاں بہت اچھے انداز میں بیان کیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام ۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی ۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pioneer Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

خطبہ جمعہ

ہمیشہ اپنے چندوں کے حساب کو صاف رکھنا چاہئے۔ پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں۔

جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔

زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے۔ نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔

احمدی خواتین کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۸ مئی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۸ ہجرت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام گروس گراؤ-جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

(سورۃ ال عمران آیت نمبر:93)

جماعت کا مالی سال 30 جون کو ختم ہوتا ہے، اور دو تین مہینے پہلے سے ہر ملک کا جو مال کا شعبہ ہے ان کو اپنے لازمی چندہ جات کا بجٹ پورا کرنے کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اور آخری ایک مہینہ میں تو یہ فکر بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور فکر کے اظہار کے خط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دعا کریں بڑی فکر ہے، بجٹ میں اتنی کمی ہے، اتنی کمی ہے۔ بہرحال ان کی یہ فکر اپنی جگہ لیکن یہ بھی تسلی رہتی ہے کہ یہ الٰہی سلسلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورتوں کا خوب اندازہ ہے۔ اس لئے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ان ضروریات کو پورا کرنے کے بھی اسی طرح سامان پیدا فرمائے گا جس طرح ضروریات کو بڑھا رہا ہے۔ تاہم کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نصیحت اور یاددہانی کرواتے رہو اس لئے اس حکم کے ماتحت آج کے خطبے میں مَیں اس طرف کچھ توجہ دلاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پہ مالی قربانی کی طرف توجہ بھی دلائی ہے اور ترغیب بھی دلائی ہے اور مومن کی نشانی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے نہیں گھبراتے۔ اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی فرمایا کہ تم نیکی کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے، تمہیں نیکیاں بجالانے کی توفیق ہرگز نہیں مل سکتی جب تک تمہارے دل کی کنجوسی اور بُخل دُور نہیں ہوتا اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی مخلوق کی راہ میں وہ مال خرچ نہیں کرتے جو تمہیں بہت عزیز ہے۔ جب تک تم اپنے خرچ کے حساب کو صاف نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کے حساب کو صاف نہیں رکھتے، جب تک تم اس مال میں سے جو تمہیں بہت عزیز ہے، جس سے تمہیں بڑی محبت ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور یہ مال جو ہے اپنا جب تک تم اپنے مال کو صرف اپنے پر خرچ کرنے کی سوچتے رہو گے یا سنبھال کر تجوریوں میں بند کر لو گے، ان کنجوسوں اور بخیلوں کی طرح جو اپنی آل اولاد پر بھی بعض اوقات مال خرچ نہیں کرتے اور جمع کرتے رہتے ہیں اور آخر کار اس دنیا سے چلے جاتے ہیں اور مال ان کے کچھ بھی کام نہیں آتا۔ فرمایا یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص بھی صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تاکہ تمہاری روحانی حالت بھی بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

’’پھر روحانی طور پر اس انفاق کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ دین میں مضبوط ہوتا جاتا ہے اسی وجہ سے میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بار ہا کہا ہے۔ کہ جو شخص دینی لحاظ سے کمزور ہو وہ اگر اور نیکیوں میں حصہ نہ لے سکے اس سے چندہ ضرور لیا جائے کیونکہ جب وہ مال خرچ کرے گا تو اس سے اس کو ایمانی طاقت حاصل ہو گی اور اس کی جرأت اور دلیری بڑھے گی اور وہ دوسری نیکیوں میں بھی حصہ لینے لگ جائے گا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۱۲)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال ومتاع برباد کر دے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی......)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے ہیں جو خرچ کرنے والے سخی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے اخراجات کم کریں اور اپنے معیار قربانی کو بڑھائیں اور عموماً کم آمدنی والے لوگ قربانی کے یہ معیار حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ اندازے سے بجٹ لکھوا دیتے ہیں خاص طور پر ہماری جماعت میں زمیندار طبقہ ہے ان کو صحیح طرح پتہ نہیں ہوتا اور خاص طور پر پاکستان میں زمینداری کا انحصار نہری علاقوں میں جہاں جاگیرداروں اور وڈیروں نے پانی پر مکمل طور پر قبضہ کیا ہوتا ہے اور اپنی زمینیں سیراب کر رہے ہوتے ہیں پانی کو آگے نہیں جانے دیتے اور چھوٹے زمیندار بیچارے پانی نہ ملنے کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ (آپ میں سے اکثر یہاں زمینداروں میں سے بھی آئے ہوئے ہیں خوب اندازہ ہو گا۔) تو نتیجۃً ان کی فصلیں بھی اچھی نہیں ہوتیں لیکن ایسے مخلصین بھی ہیں کیونکہ بجٹ لکھوا دیا ہوتا ہے اس لئے قرض لے کر بھی اس کی ادائیگی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ رعایت شرح لے لو کیونکہ اگر آمد نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ اگر قرض لے کر ہم اپنی ذات پہ خرچ کر سکتے ہیں تو قرض لے کر اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیوں نہیں کر سکتے۔ اور ان کا یہی نقطۂ نظر ہوتا ہے کہ شاید اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ فصلوں میں برکت ڈال دے۔ لیکن بعض لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ بہرحال یہ تو ہر ایک کا اللہ تعالیٰ سے معاملہ ہے، توکّل کا معاملہ ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا معیار ہوتا ہے اس لئے مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ قرض لے کر اپنے چندے ادا کرو۔ طاقت سے بڑھ کر بھی اپنے اوپر تکلیف وارد نہیں کرنی چاہئے، اپنے آپ کو تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ لیکن جہاں تک اخراجات میں کمی کر کے اپنے اخراجات کو، ایسے اخراجات کو جن کے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے جو ملتوی کئے جا سکتے ہوں ان کو ٹالا جا سکتا ہو ان کو ٹال کر اپنے چندے ضرور ادا کرنے چاہئیں، خاص طور پر موصی صاحبان کے لئے مَیں یہاں کہتا ہوں، ان کو تو خاص طور پر اس بارے میں بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ اس انتظار میں نہ بیٹھے رہیں کہ دفتر ہمارا حساب بھیجے گا یا شعبہ مال یاد کروائے گا تو پھر ہم نے چندہ ادا کرنا ہے۔ کیونکہ پھر یہ بڑھتے بڑھتے اس قدر ہو جاتا ہے کہ پھر دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ چندے کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے۔ پھر اتنی طاقت ہی نہیں رہتی کہ یکمشت چندہ ادا کر سکیں۔ اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ کچھ رعایت کی جائے اور رعایت کی قسطیں بھی اگر مقرر کی جائیں تو وہ چھ ماہ سے زیادہ کی تو نہیں ہو سکتیں۔ اس طرح خاص طور پر موصیان کی وصیت پر زد پڑتی ہے تو پھر ظاہر ہے ان کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور پھر اس تکلیف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تو اس لئے پہلے ہی چاہئے

کہ سوچ سمجھ کر اپنے حسابات صاف رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جب بھی آمد ہو اس آمد میں جو حصہ بھی ہے نکالیں، موصی صاحبان بھی اور دوسرے کمانے والے بھی جنہوں نے چندہ عام دینا ہے، 1/16 حصہ، اپنا چندہ اپنی آمد میں سے ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہا کریں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا اور پھر پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی، (کوئی چھوٹی سی پہاڑی تھی) اور پھر بارش کے نتیجہ میں پانی چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے ساتھ ساتھ اس کے کنارے کنارے چلنا شروع ہو گیا اور وہ نالہ جا کے ایک باغ میں داخل ہوا، وہاں اس نے دیکھا باغ کا مالک کدال لے کر پانی ادھر ادھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے سنا تھا، ایک نظارے میں آواز اس کو آئی تھی۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا میں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا تم پانی لگا رہے ہو یہ آواز سنی تھی کہ اے بادل! فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے کہ جس کا تجھ کو یہ بدلہ مل رہا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا کہ اگر پوچھتے ہیں تو سنیں کہ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، ایک تہائی اپنے اہل و عیال کے گزارے کے لئے رکھتا ہوں، اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں‘‘۔ (مسلم کتاب الزهد ۔باب الصدقة فى المساكين)

آج کل بھی کئی لوگوں کا یہ طریق ہے، کئی کاروباری لوگوں نے بتایا کہ وہ روزانہ کی آمد یا ماہوار آمد میں سے جو بھی ہو چندہ نکال کر الگ رکھ دیتے ہیں یا جب بھی وہ اپنے آمد و خرچ کا حساب کرتے ہیں اور اپنے منافع کو الگ کرتے ہیں تو ساتھ ہی وہ چندہ بھی علیحدہ کر دیتے ہیں۔ بعض ماہوار خرچ کے لئے اپنے کاروبار سے رقم لیتے ہیں اس میں سے چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ اور سال کے آخر میں جب آخری فائنل حساب کر رہے ہوتے ہیں تو پھر اگر کوئی بچت ہو تو اس میں سے وہ چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ تو اس طرح ایک تو ان پر زائد بوجھ نہیں پڑتا کہ سال کے آخر میں چندہ یا چند مہینوں بعد یہ چندہ کس طرح ادا کیا جائے۔ انسان پر ایک بوجھ ہوتا ہے۔ کیونکہ پھر اس صورت میں بڑی رقم نکالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسرے بقایادار ہونے کی فکر نہیں رہتی کہ بقایادار ہوں گے تو جماعت میں بھی اور مرکز میں بھی سبکی ہو گی۔ اور تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کاروبار میں بھی بے انتہاء برکت ڈالتا ہے۔ اور بعض بتاتے ہیں کہ ان کو یہ فائدہ ہے کہ بے انتہا برکتیں ہوتی ہیں کہ ان کو خود بھی حیرت ہوتی ہے کہ یہ روپیہ آ کہاں سے رہا ہے، یہ کمائی آ کہاں سے رہی ہے۔ بہر حال یہ تو اللہ تعالیٰ کے دینے کے طریقے ہیں انسان بھلا کہاں اللہ تعالیٰ کی دین تک پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے تم میری راہ میں خرچ کرو تو میں تمہیں سات سو گنا تک بڑھ کر دیتا ہوں بلکہ فرمایا کہ ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ کہ اللہ جسے چاہے جتنا چاہے بڑھا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں سات سو گنا سے بھی زیادہ بڑھا کر دینے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پابند نہیں ہے کہ صرف سات سو گنا تک ہی بڑھائے۔ اس کے تو خزانے محدود نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنے چندوں کے حساب کو صاف رکھنا چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں، کس طرح برستے ہیں۔

اب بعض لوگوں میں یہ غلط تصور ہے کہ کیونکہ قواعد میں یہ شرط ہے کہ کسی بھی عہدے کے لئے یا ویسے عام طور پر پوچھا جاتا ہے تو تب بھی کہ چھ مہینے سے زیادہ کا بقایادار نہ ہو اس لئے ضروری ہے کہ چھ مہینے کے بعد ہی چندہ ادا کرنا ہے، بلاوجہ چھ چھ مہینے تک چندہ ادا نہیں کرتے تو یہ چھ مہینے کی جو شرط ہے صرف زمینداروں کے لئے ہے جن کی آمد کیونکہ زمیندارے پر ہے اور عموماً چھ ماہ کے بعد ہی زمیندار کو آمد ہوتی ہے۔ اس لئے یہ رعایت ان سے کی جاتی ہے۔ ماہوار کمانے والے ہوں ملازم پیشہ یا کاروباری لوگ، ان کو تو ماہوار ادائیگی کرنی چاہئے تا کہ بعد میں پھر بوجھ نہ رہے جیسا کہ میں نے کہا، بلاوجہ کی سبکی کا بھی احساس رہتا ہے۔ اور سب سے بڑا چندہ ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ تو بہر حال اگر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پوری شرح یعنی 1/16 سے چندہ عام ادا نہیں کر سکتے تو اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہے کہ وہ کم شرح سے بھی چندہ دے سکتے ہیں لیکن بہر حال غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے اور بقایادار نہیں ہونا چاہئے۔

اور یہاں میں جو جماعتی عہدیداران ہیں، صدر جماعت یا سیکرٹریان مال، ان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہر فرد جماعت کی کوئی بھی بات ہر عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اور امانت ہے اس لئے اس کو باہر نکال کر امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے، یا مجلسوں میں بلاوجہ ذکر کر کے امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ رعایت یا معافی چندہ کوئی شخص لیتا ہے تو یہ باتیں صرف متعلقہ عہدیداران تک ہی محدود رہنی چاہئیں۔ یہ نہیں ہے کہ پھر اس غریب کو جتاتے پھریں کہ تم نے رعایت لی ہوئی ہے اس لئے اس کو حقیر سمجھا جائے۔ بہر حال ہر ایک کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اول تو اکثر میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ رعایت لیتے ہیں ان میں سے اکثریت کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ جتنی جلد ہو سکے اپنی رعایت کی اجازت کو ختم کروا دیں اور چندہ پوری شرح سے ادا کریں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ جلد ہی دوبارہ اس نظام میں شامل ہو جائیں جہاں پوری شرح پہ چندہ دیا جا سکے۔ ایسے لوگ بہت سارے ہیں اور جو نہیں ہیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ہر ایک شخص کا خود بھی فرض بنتا ہے کہ اپنا جائزہ لیتا رہے تا کہ جب بھی توفیق ہو اور کچھ حالات بہتر ہوں جتنی جلدی ہو سکے شرح کے مطابق چندہ دینے کی کوشش کی جائے، اللہ تعالیٰ سب کی توفیق میں اضافہ کرے۔

بعض دفعہ ایسے حالات آ جاتے ہیں کہ مثلاً ملازمت چھوٹ گئی یا کوئی اور وجہ بن گئی، زمینداروں کی مثال میں پہلے دے آیا ہوں، کاروباری لوگوں کے بھی کاروبار مندے ہو جاتے ہیں یا بعض دفعہ ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ کاروبار کو فروخت کرنا پڑتا ہے، بیچنا پڑتا ہے، ختم کرنا پڑتا ہے۔ تو گو یہ ساری باتیں انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس کا نتیجہ انسان بھگتتا ہے، یہ تو ایک علیحدہ مضمون ہے۔ بہر حال ایسے حالات سے بھی مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے بلکہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے، ہاتھ پیر مارتے رہنا چاہئے، چاہے چھوٹا موٹا کام ہی ہو، انسان کو کسی بھی کام کو ضرور کرنا چاہئے۔ کئی لوگ ایسے ملتے ہیں جو بہت زیادہ مایوس ہو جاتے ہیں اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اور اس سے مدد مانگتے ہوئے جو بھی چھوٹا موٹا کوئی کام ملے یا کاروبار ہو اس کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرنا چاہئے۔ اور کسی کام کو بھی عار نہیں سمجھنا چاہئے۔ اگر اس نیت سے یہ کام شروع کریں گے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ چندے دینے ہیں پھر چندے پورے کرنے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان چھوٹے کاروباروں میں بھی بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے، بالکل معمولی کاروبار شروع کیا، وسیع ہوتا گیا اور دکانوں کے مالک ہو گئے چھابڑی لگاتے لگاتے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو ہوتے ہیں اگر نیت نیک ہو اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کے ارادے سے ہو۔ تو پھر وہ برکت بھی بے انتہا ڈالتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابومسعودؓ انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے (بعض دفعہ کوئی تحریک ہوتی) تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اُسے اجرت کے طور پر ایک مُد، تھوڑا سا، اناج ملتا مزدوری کا، تو کہتے ہیں وہی صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں اب ہم میں سے وہ لوگ جو اس طرح محنت مزدوری کرتے تھے اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے تھے ان میں سے تقریباً تمام کا یہ حال ہے کہ بعضوں کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار تک ہیں۔ (بخاری کتاب الاجارة ۔ باب من اجر نفسه ليحل على ظهره ثم صدق به......)

تو یہ صرف پرانے قصے نہیں ہیں کہ اس زمانے میں ان صحابہؓ پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اب نہیں ہو رہا بلکہ اب بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے آج بھی ایسے لوگ ہیں جو اپنی نیک نیتی کی وجہ سے اور محنت کی وجہ سے لاکھوں میں کھیل رہے ہیں۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اور زُہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے) بلکہ زُہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو۔ (جامع ترمذی ۔عن ابی ذر)

مال ہو بھی تو یہ نہ سمجھو کہ مال ہمارے پاس ہے ہم سب کچھ کر سکتے ہیں یا اب ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M

Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

سکتا یا اب ہم کوئی چیز بن گئے ہیں بلکہ نیت ہمیشہ نیک رہنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکتے رہنا چاہئے اور جھکے رہنا چاہئے اور اسی پر توکل ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر اور ثواب ملنے والا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔ اب کبھی مشکلات آتی ہیں تو پھر چیخنے چلّانے یا مایوس ہونے کی بجائے یا خدا تعالیٰ کا انکار کرنے کی بجائے (بعض لوگ اس صدمے میں نمازیں بھی پڑھنی چھوڑ دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس امتحان میں سے ہر ایک کو سرخرو ہو کر نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے آگے ہر انسان جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتا رہے تو دیکھتے ہیں کہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کتنے بے انتہا فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی بلکہ آئندہ نسلوں میں بھی وہ فضل ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کے حضور اور زیادہ جھکتے ہوئے اس سے مدد چاہنی چاہئے اور اس کی عبادات کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا (یعنی اگر کوئی روپیہ اس سے نکلے گا نہیں تو اس میں آئے گا بھی نہیں۔ (اس لئے) جتنی طاقت ہے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریص علی الصدقۃ)

الحمد للہ کہ اس طرح دل کھول کر خرچ کرنے کے نظارے جماعت میں بے شمار نظر آتے ہیں۔ اب خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر میں نے سو مساجد کی تعمیر میں سستی جو عموماً جماعت میں نظر آ رہی ہے، خدام الاحمدیہ کو صرف توجہ دلائی تھی، عمومی طور پر جماعت کو بھی میں نے یہی کہنا تھا کہ اس طرف توجہ دیں۔ تو اگلے روز ہی خدام الاحمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے اپنے وعدے اور وصولی کے لئے ایک ملین یورو (Euro) کا، دوسری دنیا میں ہمارے ملکوں میں سمجھ نہیں آتی اس لئے 10 لاکھ یورو (Euro) کا وعدہ کر دیا اور پہلے جبکہ یہ وعدہ ڈھائی لاکھ یورو کا تھا۔ اور ابھی جو انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ تقریباً جو پہلا وعدہ تھا اتنی تو اب ایک ہفتے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصولی بھی ہو چکی ہے۔ دل کھول کر چندے دینے کے اور روپوؤں کی تھیلیوں کو کھول کر رکھنے کے یہ نظارے ہمیں جماعت میں بے انتہا نظر آتے ہیں۔ بلکہ ایک مخلص نے تو یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ زمین کی خرید سمیت ایک مسجد کا مکمل خرچ ادا کریں گے۔

جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا معیار بہت اعلیٰ ہے، بہت سے ایسے ہیں جو بعض اوقات اپنے اوپر بوجھ بھی ڈال کے چندے ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ کیونکہ میں آج لازمی چندہ جات کی بات کر رہا ہوں اس لئے یہ واضح کر دوں کہ یہ جو چندہ جات ہیں ان تحریکات کی ادائیگیوں کا اثر آپ کے لازمی چندہ جات پر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اپنی جگہ ادا کریں اور یہ زائد تحریکات کے وعدوں کو اپنی جگہ ادا کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ بھی آپ پر انشاء اللہ تعالیٰ بے انتہا فضل فرمائے گا۔ کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں، اس کے دین کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے کس قدر خوشخبری فرمائی ہے۔ ہر خوف خدا رکھنے والے کو اپنی عاقبت کی عموماً فکر ہوتی ہے کہ پتہ نہیں نہ جانے کیا سلوک ہوگا۔ تو آپؐ نے چندہ ادا کرنے والوں کو اس فکر سے آزاد کر دیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ: ’’قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سائے میں رہیں گے‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی کہ جو بھی آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں گے قیامت کے دن تک اس کے سائے میں آپ رہیں گے۔ لیکن یہ بھی دوسری جگہ فرما دیا کہ انفاق سبیل اللہ دکھاوے کے لئے نہ ہو بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کا پیار حاصل کرنے کی خاطر ہی قربانیوں کی توفیق دے۔

ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح جنہوں نے جانور وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے تک پر زکوٰۃ ہے۔ پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے۔ اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں، جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو۔ اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت اماں جانؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ باوجود اس کے کہ غرباء کو بھی زیور پہننے کے لئے دیتی تھیں لیکن پھر بھی زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں۔ تو احمدی خواتین کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ اور جب عورتوں کی کوئی آمد نہیں ہوتی اور اکثر عورتوں کی آمد نہیں ہے تو ظاہر ہے پھر اس زکوٰۃ کی ادائیگی میں مردوں کو مدد کرنی ہوگی۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب بھی دینی ضروریات کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس زمانے میں بھی عارضی طور پر تحریک ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور پھر خلفاء کے زمانے میں بھی تو باوجود اس کے کہ زکوٰۃ لی جاتی تھی، ان تحریکات میں صحابہ بھی حصہ لیتے تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ جماعت میں چندوں کا ایک نظام جاری ہے اور جو چندے ادا کرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں جو زکوٰۃ کی شرح ہے۔ بہرحال یہ بھی ایک فرض ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر جس طرح میں نے کہا عورتیں اس طرف توجہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی رقم میں بھی کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمروؓ بن شعیب اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہیں، جہاں چاہیں آپ خرچ فرمائیں۔ (سنن ابوداؤد۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب الکفرما ھو وزکوٰۃ الحلی) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم یہ نہ دیتیں تو آگ کے کنگن پہنائے جاتے۔ اس روایت کے بعد خاص طور پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو توجہ دینی چاہئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عورتوں پر زیادہ واجب ہوتی ہے ان کے خاوندوں کو ان کی مدد کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’سوائے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانے کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے۔ اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حقِ خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری چندہ دینا چاہتا ہے وہ اس کو حقِّ واجب اور دَینِ لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضے کو خالصتاً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلّف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے‘‘۔ (یعنی کسی قسم کی سستی وغیرہ نہ ہونی چاہئے)۔ ’’اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اصل مدّعا جس پر اس سلسلے کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے (یعنی بغیر کسی روک کے چلنا چاہئے) وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے (اپنی طاقت کے لحاظ سے، اپنے وسائل کے لحاظ سے) ایسی سہل رقم

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کرسکیں''۔(یعنی اگر کوئی اتفاقی حادثہ نہ پیش آجائے آمدنی میں کمی نہ ہوجائے، کاروبار میں نقصان نہ ہوجائے سوائے اس کے کہ ایسا کوئی اتفاقی حادثہ پیش آجائے ضرور ہے، لازمی ہے کہ ماہوار چندہ ادا کیا کریں)۔ پھر فرمایا:'' ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندے کے اپنی وسعت، ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کرسکتا ہے''۔یعنی ماہوار چندہ ادا کرنے کے علاوہ جو بھی توفیق ہو اسے جو بھی طاقت ہے اور آمدنی ہے اس کے حساب سے پھر اگر اکٹھی رقم بھی دینی پڑے تو دی جائے۔

پھر فرمایا:'' اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا۔تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں''۔

(فتح اسلام ۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۳۔۳۴)

ماہوار چندے کی شرح خلافت ثانیہ میں مقرر ہوئی جب باقاعدہ ایک نظام قائم ہوا اور چندہ عام کی شرح 1/16 اس وقت سے قائم ہے۔لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد سے استنباط کرکے یہ شرح مقرر کی تھی۔تو بہرحال جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ماہوار چندے کے علاوہ اپنی وسعت کے لحاظ سے اکٹھی رقم بھی تم دے سکتے ہو اور اس کے لئے جماعت میں مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔لیکن جیسا کہ میں نے بتایا، پہلے بھی کہا ہے کہ اس نیت سے اور اس ارادے سے ہر ادائیگی، ہر چندہ اور ہر وعدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے نہ کہ کسی بناوٹ کی وجہ سے۔اور ہمیشہ جب بھی خرچ کریں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں ہر نئی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق دی یا فرض ماہوار چندہ کو ادا کرنے کی توفیق دی، بجٹ پورا کرنے کی توفیق دی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔صرف ایک سے محبت کرسکتے ہو۔پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خودبخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا''۔یعنی جو اس نیت سے چھوڑتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے وہ اپنا نہیں سمجھتا۔اب 1/16 جو چندہ ہے جو یہ سمجھے میری آمد میں سے 15 حصے تو میرے ہیں یہ 16 واں حصہ خدا تعالیٰ کا ہے تو آپؑ فرماتے ہیں وہ ضرور اس سے حصہ پائے گا۔'' لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا''۔یعنی ایک احمدی ہونے کے بعد پھر اگر ایسی سوچ ہوگی تو آپؑ فرماتے ہیں اس کا مال ضائع بھی ہوگا۔'' یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلوتہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کردے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرّہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۷۔۴۹۸۔ منقول از ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اردو ۔ستمبر ۱۹۰۳ء)

اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ ان توقعات پر پورا اترتے رہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں۔اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے اس کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے والے بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

✂ ✂ ✂ .... ✂ ✂ ✂

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۶؍مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد بیت السبوح، فرینکفورٹ جرمنی میں **عزیزم سلمان ظفر ساہی صاحب ابن مکرم ظفر احمد ساہی صاحب** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔عزیزم سلمان ظفر ساہی مورخہ ۲۳؍، ۲۴؍مئی ۲۰۰۴ء کی درمیانی رات بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مرحوم اپنی جماعت Dieburg میں سیکرٹری تبلیغ اور قائد مجلس کے طور پر خدمت بجالاتے رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

نماز جنازہ غائب:

(۱)......مکرم عبدالرحمٰن صاحب (آف آئیوری کوسٹ)

مکرم عبدالرحمٰن صاحب مورخہ ۱۸؍مئی ۲۰۰۴ء کو ایک مختصر بیماری کے بعد ۲۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ دابوریجن کے گاؤں جولا میں بطور معلم سلسلہ کی خدمات بجالاتے رہے۔اس کے علاوہ احمدیہ مدرسہ میں استاد کے طور پر بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔نہایت مخلص اور اطاعت گزار، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دوسالہ بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

(۲)......عزیزم شاہد احمد پرویز صاحب (طالبعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

عزیزم شاہد احمد پرویز صاحب کو وقارعمل کے دوران بجلی کا کرنٹ لگا تھا جس سے جانبر نہ ہوسکے اور مورخہ ۲۴؍مئی کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔۔آپ جامعہ احمدیہ میں درجہ شاہد کے طالب علم تھے۔آپ سعید احمد صاحب آف محمود آباد سندھ کے بیٹے اور حضرت جان محمد صاحبؓ صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آف پھیروچچی کے پوتے تھے۔

(۳)......مکرمہ حکمت عباس عودے صاحبہ:

مکرمہ حکمت عباس عودے صاحبہ ربوہ میں اچانک بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عباس عودے صاحب کی بیٹی اور مکرم مولانا محمد شریف صاحب مرحوم سابق مبلغ گیمبیا و فلسطین کی اہلیہ تھیں۔وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۸ برس تھی ۔مرحومہ موصیہ تھیں ۔ شادی کے بعد فلسطین سے ہجرت کرکے ۱۹۵۶ء کے لگ بھگ ربوہ آکر آباد ہوئیں اور اس کے بعد پھر کبھی فلسطین نہیں گئیں ۔اور اللہ کے فضل سے ان کے منہ پر کبھی کوئی شکوہ نہیں آیا۔ ۹۳۔۱۹۹۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر لندن آئیں اور فلسطین سے ان کے عزیز آکر ایک لمبے عرصہ کے بعد ان کو ملے۔

(۴)......مکرمہ صادقہ فضل صاحبہ۔ اہلیہ مکرم شیخ فضل احمد صاحب لاہور۔

آپ ۳؍فروری کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ لجنہ ماڈل ٹاؤن کی بہت عرصہ تک صدر رہیں اور وفات کے وقت سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کر رہی تھیں۔آپ نے اپنے میاں کے پاس ایک بیٹا اور ۸ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(۵)......مکرم ملک اعجاز احمد صاحب (مینجر مسلم کمرشل بینک ربوہ)

مکرم ملک اعجاز احمد صاحب مورخہ ۲۷؍فروری کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔مکرم ملک صاحب نہایت نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والے فدائی وجود تھے۔

(۶)......مکرمہ انور سلطانہ صاحبہ (بیوہ مکرم انور حسین صاحب ابڑو شہید)

مکرمہ انور سلطانہ صاحبہ مورخہ ۲۰؍اپریل ۲۰۰۴ء کو وفات پاگئیں۔آپ نہایت مخلص، غریبوں کی ہمدرد اور وفا کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں۔ انتہائی صابروشاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی ایک نیک خاتون تھیں ۔مرحومہ نے پسماندگان میں ۵ بیٹے اور ۴ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(۷)......مکرمہ آپا لیلیٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب شہید)

مکرمہ آپا لیلیٰ صاحبہ مورخہ ۱۹؍اپریل ۲۰۰۴ء کو جھنگ میں اپنی بیٹی کے پاس وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ موصیہ تھیں ۔اپنے میاں کی شہادت کے بعد ایک لمبا عرصہ ربوہ میں رہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انہیں بہت تعلق تھا۔ حضرت اماں جانؓ کی خدمت کی بھی توفیق پائی۔اسی طرح آپ کو حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔آپ ان کے پاس بڑا لمبا عرصہ رہیں۔ بہت محبت کرنے والی ، صابر وشاکر خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ ❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ: عورتیں کنیزیں نہیں بلکہ ساتھی ہیں از صفحہ نمبر ۴

''کیا میں ابوزرعہ جیسا ہوں؟''۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آپؐ اس سے کہیں بہتر ہیں۔

(شمائل ترمذی)

آپؐ نے فرمایا: اگر مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا بھی ثواب ملے گا۔

آنحضور ﷺ کی صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حسن معاشرت کی اس قدر تاکید تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا یہ حال ہوگیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرتے تھے کہ یہ شکایت نہ کردیں اور ہمارے خلاف کوئی آیت ہی نازل ہوجائے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الوصایا با لنساء)

مغربی دنیا میں عورت کی حفاظت اور اس سے حسن معاشرت کا بڑا پرچار کیا جاتا ہے اور ان کی زبان پر ایسے محاورے رائج پا گئے ہیں جو عورتوں کے حقوق کے بارہ میں ہیں جیسے Ladies first اور Glass with care۔ اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ الفاظ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے عورت کے حق میں استعمال فرمائے تھے۔ جب ایک دفعہ آنحضور ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آنحضور ﷺ کی طرف بڑھے آپؐ نے فرمایا: عَلَیْکَ بِالْمَرْأَۃِ۔ اَلْمَرْأَۃَ کہ پہلے عورت کا خیال کرو۔ یعنی Ladies first۔

ایک دفعہ کچھ ازواج مطہرات آنحضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں۔ ایک حبشی غلام انجشہ نامی حُدّی پڑھنے لگے جس کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ازواج مطہرات جو اونٹوں پر سوار تھیں گر نہ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''رُوَیْدَکَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ'' (مسلم کتاب الفضائل) اونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔ دیکھنا یہ شیشے اور آبگینے ہیں کہیں ٹوٹ نہ جائیں یعنی Glass with care کا مضمون بیان فرمایا۔

آپؐ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصّہ اپنی ازواج اور اہل خانہ کے لئے وقف تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرماتے تھے۔

گلوب ٹریول

پھر کہتے تھے اے میرے اللہ! جس کی طاقت مَیں رکھتا ہوں وہ مَیں نے کردیا ہے پس تو مجھے اس بارہ میں ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے کہ مَیں اس میں بے اختیار ہوں۔

(سنن نسائی ابواب عشرۃ النساء)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرنا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ اسی طرح آپ ہر ایک بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے۔

(سنن ابو داؤد کتاب النکاح)

آنحضرتؐ گھریلو معاملات کے ساتھ ساتھ قومی معاملات میں بھی اپنی بیویوں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت امّ سلمہؓ، آپؐ کی زوجۂ مطہرہ بہت عقلمند اور صاحب الرائے تھیں۔ حدیبیہ کے موقع پر آپؓ بھی آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ صلح کی شرائط کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب فرمایا کہ مسلمان قربانی کردیں تو چونکہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں اس وجہ سے مغموم مسلمانوں میں سے کوئی بھی قربانی دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے سارا واقعہ بیان فرمایا تو آپؓ نے عرض کی کہ صحابہؓ حضورؐ کے فرمان کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے، حضورؐ خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کا مشورہ قبول فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے آنحضور ﷺ کی پیروی میں قربانیاں کیں اور احرام اتارنے شروع کردئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو اپنائیں۔ آپؐ گھر میں کیسا پیارا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''بعض اوقات حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑتے بھی ہیں۔''

اب کوئی سوچ سکتا ہے آج کل کے زمانے میں کہ اس طرح بیویوں کے ساتھ دوڑ لگائے۔ مگر آنحضور ﷺ بہت سادہ اور بے تکلف تھے۔ عورتوں کے حقوق قائم کرنے میں آپ نے کبھی دنیا کی شرم نہیں کی۔'' ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہوگئے۔'' تاکہ عائشہؓ آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بات کی ہے کہ خود نرم ہوگئے۔ آپؐ جانتے تھے ناممکن تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہؓ آگے نکل جاتیں مگر بیوی سے حسن سلوک کی خاطر آپؐ پہلے نکلے تھے دل پہ نرمی اختیار کرتے ہوئے تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو آپ نے حضرت عائشہؓ کو آگے نکلنے دیا۔

پھر فرماتے ہیں'' ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو ان کا تماشا دکھایا۔'' اور تفصیلی روایت میں یہ آتا ہے کہ وہ حبشی مسجد میں کھیل دکھا رہے تھے اور حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کے پیچھے آپ کے کندھے سے باہر سر رکھ کر ان کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔'' پھر حضرت عمرؓ جب آئے تو وہ حبشی ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔''

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن ص 388,387) پتہ تھا کہ یہ سخت مزاج ہیں تو وہ دوڑ پڑے وہاں سے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی طبیعت بہت نرم تھی اور آپ یہ شفقت کیا کرتے تھے اور مسجد نبوی میں یہ تماشا بھی دکھایا جارہا تھا''۔ (خطبہ جمعہ ۲۱/جنوری ۲۰۰۰ء)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اسلام کی اس تعلیم اور حسنِ معاشرت کے بارہ میں بانی اسلامؐ کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کی انسانیت کو نمایاں کرکے دکھایا اور رسول کریم ﷺ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عورتوں کے بلحاظ انسانیت برابر کے حقوق قائم کئے اور ﴿وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کی تفسیر لوگوں کے خوب اچھی طرح ذہن نشین کی۔ آپ کے کلام میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق اور ان کی قابلیتوں کے متعلق جس قدر ارشادات ہیں ان کا دسواں بھی کسی مذہبی پیشوا کی تعلیم میں نہیں ملتا اور یہی مطلب ہے حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَآءُ کا یعنی عورتوں کی قدر دانی اور ان کی خوبیوں کا احساس میرے دل میں پیدا کیا گیا ہے۔''

(حق الیقین از انوار العلوم جلدنمبر 9 صفحہ 303)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''رسول اللہ ﷺ ساری باتوں کے نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورتوں کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 44)

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں حسن معاشرت اور آپؑ کا کردار

آنحضرت ﷺ نے عورت پر جو احسان فرمایا۔ اس کی تجدید عملی اور علمی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوئی۔ آپ کی سیرت حسن معاشرت کے پہلو سے نمایاں رہی اور آپ نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کی تعلیم کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ آپؑ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کو شعائر اللہ میں سے سمجھ کر اُن کی خاطرداری کیا کرتے تھے، کبھی دل شکنی نہ کرتے، آپ کی ازدواجی زندگی میں کبھی ایسا موقعہ نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو بلکہ اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے تھیں حیرت سے کہا کرتی تھیں کہ ''مِرجا (مرزا) بیوی دی گل بڑی مندا اے''۔ یعنی مرزا صاحب بیوی کی بات بہت مانتے ہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی زیر عنوان حسن معاشرت)

ایک دفعہ ہندوستان کے ایک نامی گرامی سجادہ نشین خاندان سے ایک نیک بخت خاتون کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اندرون خانہ میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ حضرت اقدس کی سیرت سے بہت متأثر ہوئیں اور اہل خانہ سے حسن معاشرت کو دیکھ کر بار بار اس امر کا اظہار کرتیں کہ:

'' ہمارے حضرت شاہ صاحب کا حال تو اس کے خلاف ہے۔ وہ جب باہر سے زنانہ میں آتے ہیں ایک ہنگامہ رستخیز برپا ہوجاتا ہے۔ اس لڑکے کو گھور، اس خادمہ سے خفا، اس بچہ کو مار، بیوی سے تکرار ہورہی ہے کہ نمک کھانے میں کیوں زیادہ یا کم ہوگیا۔ یہ برتن یہاں کیوں رکھا ہے۔ اور وہ چیز وہاں کیوں دھری ہے، تم کیسی پھوہڑ بدمذاق اور بے سلیقہ عورت ہو۔ اور کبھی جو کھانا طبع عالی کے حسب پسند نہ ہو تو آگے کے برتن کو دیوار سے پٹخ دیتے ہیں اور بس ایک کہرام گھر میں مچ جاتا ہے۔ عورتیں بلک بلک کر خدا سے دعا کرتی ہیں کہ شاہ صاحب باہر ہی رونق افروز رہیں''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صفحہ 402)

دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کا سلوک اپنے گھر میں کیا تھا اور کتنا نرمی اور رأفت کا سلوک تھا اس کے متعلق حضرت ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ:'' میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ گڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج ہوا کہ یہ تو خراب ہوگئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہوگیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں اتنے میں حضرت صاحب آگئے۔ میرے چہرے کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا: کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا نہیں یہ تو بہت اچھے ہیں، میرے مذاق کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہوکر کھائے''۔

حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں کہ:

'' حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کیں کہ میرا دل بھی خوش ہوگیا۔'' (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حصہ اول از شیخ محمود احمد عرفانی صفحہ 318,317)

'' حضرت مسیح موعودؑ حضرت امّ المومنین کا اس قدر اکرام و اعزاز کیا کرتے تھے اور آپ کی خاطرداری اس قدر ملحوظ رکھتے تھے کہ عورتوں میں اس بات کا چرچا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

رہتا تھا۔ 1897ء یا اس کے قریب لاہور کا ایک معزز خاندان قادیان آیا۔ ان میں سے بعض نے بیعت کی اور سب حسن عقیدت کے ساتھ واپس گئے۔ واپسی پر اس خاندان کی ایک بڑھیا نے ایک مجلس میں ذکر کیا کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں۔ اتفاقاً اس مجلس میں ایک پرانے طرز کے صوفی بزرگ بھی بیٹھے تھے۔ وہ فرمانے لگے کہ ہر سالک کا ایک معشوق مجازی بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کا معشوق (مجازی) ان کی بیوی ہے۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حصہ اول از شیخ محمود احمد عرفانی صفحہ 325,324)

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے متعلق الہام ہوا جس سے پتہ چلا کہ وہ اپنی بیوی سے بعض معاملات میں سختی کرتے تھے۔ الہام یہ تھا ”یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو“۔

فرمایا: اس الہام میں تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی عورتوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ اُن کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھیرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُم لِاَهْلِه یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ اُن کے لئے دُعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑ دو“۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱)

پھر اپنا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیتِ الٰہی کا نتیجہ ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 2)

فرمایا: ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ﴾ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِه تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۳ مورخہ ۲۲ مئی 1903، الحکم جلد ۷ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲ مورخہ ۱ مئی 1903)

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۹۰ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احمدی خواتین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”آج کے اس دور میں دنیا کو امن کی تلاش ہے اور امن کی تلاش میں دنیا سرگرداں ہر اس امکانی گوشے پر نگاہ رکھ رہی ہے جہاں سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں امن کے حصول کی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ امن کے قریب ہونے کی بجائے دن بدن امن سے دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ امن کی تلاش میں وہ گلیوں میں بھی نکلتے ہیں، شہروں اور ملکوں میں بھی سرگرداں پھرتے ہیں۔ لیکن وہ امن جو گھر میں نصیب ہو سکتا ہے وہ دن بدن ان گھروں کو ویران چھوڑتا چلا جا رہا ہے جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ کر اُڑ جائے اس طرح امن گھروں کو چھوڑ کر رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ آج کے معاشرہ میں دنیا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو اس کی سب سے اہم ضرورت گھروں کی تعمیر نو ہے........ گھر اس لئے ٹوٹتے ہیں کہ مادی لذتوں کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور انفرادیت نمو پا رہی ہے .... دنیا کی لذتوں کی راہ میں یہ انفرادیت اس طرح رشتوں کی تعمیر میں حائل ہو جاتی ہے کہ اگر ایک شخص مغرب میں شادی کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ بیوی کی ماں یا پھر بیوی یہ پسند نہیں کرتی کہ خاوند کی ماں ان کے گھر پر کسی قسم کا بھی بوجھ بنے۔ اس سے ان کی آزادی میں ان کی لذت یابی میں فرق پڑتا ہے.... کیونکہ ہر شخص کی ضرورتیں پوری نہیں ہو رہیں... مغربی معاشرہ جتنا امیر ہوتا چلا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ انکی طلب بڑھ رہی ہے اور ”هَلْ مِنْ مَزِیْد“ کی آواز اٹھ رہی ہے۔ جو کچھ بھی لذت یابی کے سامان ان کو مہیا ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ بنیادی حق بن جاتا ہے اور پھر اس سے آگے مزید کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں کے ٹیلی ویژن یہاں کے ریڈیو، یہاں کے ذرائع ابلاغ اس شکل میں ایک فرضی جنت کو ان کے سامنے رکھتے ہیں جو دور سے جنت ہی دکھائی دیتی ہے اور ہر انسان اس کی طرف دوڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عموماً وہ جنت نہیں ہے۔ وہ سمندر کے پانی کی طرح ایک جنت ہے جو پیاس بجھانے کی بجائے اسے بھڑکاتی چلی جا رہی ہے۔ حقیقی جنت تو گھر کی تعمیر ہے۔ جنت رحمی رشتوں کو مضبوط کرنے میں ہے....... میاں بیوی کے تعلقات کو تقویت دی جائے، ماں بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے، باپ بیٹے کے تعلقات کو تقویت دی جائے اور رشتہ داروں کے دیگر تعلقات کو جو سب قرآن کریم کی آیت میں شامل ہیں تقویت دی جائے.... اس پہلو سے اگر گھروں کی تعمیر کی جائے تو گھر کے اندر ہی انسان کو ایسی لذت نصیب ہوتی ہے کہ بہت سے ایسے بچے جو ایسے خوش نصیب گھروں میں پلتے ہیں ان کو قطعاً ایسا کوئی شوق نہیں ہوتا کہ سکول سے آکر یا کام سے آکر دوبارہ جلدی سے باہر نکلیں یا کلبوں کا رُخ اختیار کریں یا دوسری سوسائٹیاں جو گندی سوسائٹیاں آج کل انسان کو وقتی طور پر لذت دینے کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں جا کر اپنا وقت ضائع کریں۔ یہی وہ مخلوط معاشرہ ہے جو دراصل بعد میں شراب کو تقویت دیتا ہے، جوئے کو تقویت دیتا ہے، ہر قسم کی برائیاں اس معاشرہ میں پنپتی ہیں اور نتیجتاً گھر ٹوٹ جاتے ہیں ......“ گھروں کا بنانے والا صرف ایک ہے اور وہ ہمارا آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جنہوں نے فرمایا: ”خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِه وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ“ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم سب سے بہتر ہوں۔

”...... آج کی دنیا میں امن کی ضمانت ناممکن ہے جب تک گھروں کے سکون اور گھروں کے اطمینان اور گھروں کے اندرونی امن کی ضمانت نہ دی جائے“۔

یہاں میں ایک احمدی شاعر مکرم عبید اللہ علیم کی کتاب ” ویران سرائے کا دیا“ سے چند اشعار ذکر کرنے سے رک نہیں سکتا۔ فرماتے ہیں ؎

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے
مری عمر کے اک اک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایا گھر میں ہے
کیا سوانگ بھرے روٹی کے لئے عزت کیلئے شہرت کے لئے
سنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے
اک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو، تیری تنہا دنیا گھر میں ہے
دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کُھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا، ہر دُکھ کا مداوا گھر میں ہے

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS
Our legal advice includes:
Immigration, Asylum, Nationality, Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment.
Contact:
Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

حضرت مولوی غلام امام صاحب
عزیز الواعظین رضی اللہ عنہ (منی پور آسام)

(غلام احمد مصباح بلوچ - ربوہ)

چھوٹے سے قد کے دبلے پتلے، غریب، منکسر المزاج، کم گو، متقی اور صاف باطن شخصیت کے مالک، ''عزیز الواعظین'' کا لقب پانے والے حضرت مولوی غلام امام صاحبؓ اصل میں شاہجہان پور کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں بھارتی صوبہ آسام کے شہر منی پور میں جابس رہے تھے اور وہیں اپنی ساری عمر گذاری۔ آپ ایک سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کے والد محترم کا نام شاہ محمد بن محمود شاہ صاحب تھا۔

آپ منی پور میں ایک ایگزیکٹو انجنیئر مسٹر مچل کے ہاں بطور خانساماں ملازم تھے مگر ان کے تمام گھر کا انتظام کرتے تھے اور بچپن میں ان کو پڑھانے کے وقت بھی رڑکی (یوپی) میں ان کے ساتھ رہے تھے، اس وجہ سے ایک خاص بزرگی کا مقام رکھتے تھے۔ لیکن اس ظاہری رنگ سے کہیں بڑھ کر آپ ایک صاحب الہام و رؤیا صادقہ بزرگ تھے۔ کثرت سے الہام و رؤیا صادقہ آپ کو ہوتے تھے اس خاص الٰہی فضل کی وجہ سے ایک جماعت لوگوں کی آپ سے عقیدت رکھتی تھی۔ خود وہ انگریز انجنیئر آپ کی بزرگی کا قائل تھا۔

قبول احمدیت

حضرت مولانا محمد امیر صاحبؓ (وفات ۳ ستمبر ۱۹۵۰ء) بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا تبلیغی اشتہار جو ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا تھا حضرت امام الواعظین مولوی غلام امام صاحبؓ منی پور کے ذریعہ ان کے ہاتھ لگا (الفضل ۱۳/ اکتوبر ۱۹۵۰ صفحہ ۴ کالم ۱) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؑ کے دعویٰ بیعت سے کافی عرصہ پہلے آپ حضور علیہ السلام سے متعارف ہو چکے تھے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت تک رسائی کا بڑا ذریعہ خود آپ کے کشوف و رؤیا صادقہ ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور علیہ السلام کا مقام سمجھایا۔ یہی مبشر رؤیا آپ کے قبول احمدیت کا باعث بنے۔ آپ فرماتے ہیں ''میں نے بہت دفعہ حضرت اقدس کو رؤیا میں دیکھا ہے اور کئی مرتبہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بھی ان کی تصدیق کی ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں بالکل سچا ہے.....''۔

(عسل مصفّٰی جلد دوم۔ صفحہ ۴۷۴)

چنانچہ آپ نے ۷ جون ۱۸۹۲ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ منی پور کے بہت سے دیگر افراد نے بھی آپ کی معرفت حضورؑ کے ساتھ تعلق بیعت اختیار جن کا اندراج رجسٹر بیعت اولیٰ میں موجود ہے۔ آپ کا نام مبائعین میں اس طرح درج ہے۔ ۷/ جون ۱۸۹۲ء۔ مولوی غلام امام عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود شاہ ساکن جہاپوری حال منی پور ملازم صاحب۔

بھارتی صوبہ آسام، صوبہ پنجاب سے بہت دور ہے اور اُس دور میں تقریباً بارہ دن کا پہاڑی راستہ طے کر کے قادیان پہنچا جاتا تھا، یہ لمبی مسافت حضرت مولوی صاحب کو سفر سے باز رکھتی مگر حضرت مسیح موعودؑ کی محبت آپ کو قادیان چلنے کا کہتی اس لئے جب آتے تو قادیان میں ایک لمبا قیام کرتے اور اپنی روحانی پیاس بجھاتے۔ آپ سلسلے کی خدمت کا خاص جوش رکھتے تھے۔ عسل مصفّٰی جلد دوم میں کشوف والہام کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کو پا لینے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''گیارھویں ایک مشہور ملہم ربّانی جناب مولوی امام صاحب ہیں جو عزیز الواعظین کے لقب سے ملقب ہیں۔ منی پور ملک آسام میں ایک چیف انجنیئر کے ہاں ملازم ہیں ان کو بھی الہام و رؤیا صادقہ بکثرت ہوتے ہیں۔ دو مرتبہ وہ یہاں آچکے ہیں جب اوّل مرتبہ یہاں تشریف لائے تھے تو ان کے پاس چیف انجنیئر کی جو ایک بڑا یورپین عہدہ دار ہے تصدیق موجود تھی کہ میں ہمیشہ غلام امام کے الہامات و رؤیا کو جو بیش از وقت ظاہر کرتا ہے میں اس طرح اس کے مطابق وقوعہ مشاہدہ کرتا ہوں اس بزرگ نے میرے سامنے ایک مجمع میں بیان کیا کہ میں نے بہت دفعہ حضرت اقدس کو رؤیا میں دیکھا ہے اور کئی مرتبہ حضرت رسول خدا ﷺ نے بھی ان کی تصدیق کی ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں بالکل سچا ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو اس قدر دور دراز سفر کے مصائب اور اخراجات سفر برداشت کرنے پڑے اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنی جان و مال سے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ ایک معقول رقم سے مدد فرماتے ہیں اور حضرت اقدس کی تمام تصانیف منگواتے اور ملک میں شائع کرتے ہیں اور صرف اس پر بس نہیں جہاں تک ہوتا ہے سلسلہ کی تبلیغ برابر کرتے رہتے ہیں خدا نے ان کو ایک جماعت دے رکھی ہے صوفی صاحب موصوف ایک چھوٹے سے قد کے دبلے پتلے غریب، منکسر المزاج آدمی ہیں، کم گو اور بڑے متقی اور صاحب باطن ہیں اپنے ہاتھ کی محنت سے گذارہ کرتے ہیں اور اسی کمائی سے کنبہ کی پرورش بھی کرتے ہیں اور سلسلہ کی امداد بھی فرماتے ہیں۔'' (صفحہ ۴۷۵، ۴۷۴)

تبلیغ احمدیت

حضرت مولوی غلام امام صاحبؓ اپنے نام کے علاوہ عملاً بھی وقت کے امام کی غلامی میں آنے کے بعد سلسلہ کی تبلیغ میں سرگرداں رہتے۔ بھارت کے دور دراز صوبے آسام میں آپ کے ذریعہ احمدیت کو بہت فروغ ملا اور بہت سے افراد آپ کی معرفت وارد احمدیت ہوئے۔ حضرت سیٹھ موسیٰ تاجر رنگون کی بیعت کے متعلق عسل مصفّٰی میں لکھا ہے:۔

''ایک نوجوان میمن سیٹھ موسیٰ نامی جو ملک کچھ کا رہنے والا تھا مگر تجارت کے لئے رنگون ملک برما میں تھا کچھ عرصہ کے بعد وہ منی پور ملک آسام میں کسی وجہ سے پہنچا وہاں اس نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہوا ہے۔ منی پور میں ایک شخص مولوی امام صاحب عزیز الواعظین رہتے ہیں جو کہ تعبیر رؤیا و الہام و مکاشفات میں ید طولیٰ رکھتے ہیں وہ ان کے پاس پہنچے اور کیفیّت خواب عرض کی انہوں نے یہ تعبیر بتلائی کہ خواب بالکل سچی ہے۔ آفتاب سے مراد امام زمان ہے جو پیدا ہو گئے ہیں اور واقعی وہ یہاں سے عین مغرب کی طرف ہیں کیونکہ قادیان واقعہ ملک پنجاب رنگون سے عین مغرب کی جانب ہے جہاں امام زمان پیدا ہوئے ہیں......''۔

(عسل مصفّٰی جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

آپ کی معرفت داخل احمدیت ہونے والے بعض اصحاب احمدؑ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سردار خان ساکن رانی پور ضلع غازی پور حال منی پور بذریعہ خط مولوی غلام امام عزیز الواعظین ......۔ (بیعت ۲۶ اپریل ۱۸۹۲ء)

(۲) حضرت قاسم خان صاحب ساکن موضع باری ضلع غازی پور حال منی پور۔

(۳) حضرت بہادر خان صاحب ساکن غازی پور۔

(۴) حضرت امام بخش صاحب ساکن شاہجہان پور حال منی پور معرفت غلام امام صاحب۔

ان اصحاب کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت اولیٰ میں محفوظ ہے۔

حضرت وزیر خان صاحب قوم افغان غوری ساکن بلب گڑھ بعدہٗ قادیان (بیعت ۲۴/ اگست ۱۸۹۲ء۔ وفات ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) لکھتے ہیں: ''میں ناگہ ہل علاقہ منی پور میں بصیغہ ملازمت سب اور سیئر تھا......ایک ایگزیکٹو انجنیئر مسٹر مچل جو منی پور میں تھا...... کے ہاں ایک ہمارے دوست مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین ملازم تھے جو بظاہر خانساماں مگر ان کے تمام گھر کا انتظام کرتے تھے اور بچپن میں ان کو پڑھانے بھی رڑکی میں ان کے ساتھ رہے تھے اور انہوں نے کبھی اپنی زندگی میں کوئی حرام کھانا صاحب کو پکا کر نہیں کھلایا۔ وہاں سے میں باورچی خانہ میں آیا اور مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے چائے پلائی اور پھر ہم وہاں رہتے رہے اور غالباً میں نے بیعت کا خط اسی اکتوبر کے مہینے میں مولوی صاحب کی معرفت یا بذات خود حضرت صاحب کو لکھ دیا حضور نے بیعت قبول فرمائی......۔

پھر ۱۸۹۶ء میں میں نے منی پور میں ایک شادی کی ......(آپ کی یہ شادی حضرت ظہور النساء بیگم صاحبہؓ کے ساتھ ہوئی جو ۱۸/ جولائی ۱۹۱۳ء کو بعمر ۳۳ سال فوت ہو کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں) مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا تھا۔''

(رجسٹر روایات نمبر ۱۴ صفحہ ۳۵۸۔۳۵۶)

۱۴ اپریل ۱۹۱۳ء میں ایک شخص محترم لعل محمد ولد منصب علی سب اسسٹنٹ سرجن منی پور حضرت مولوی غلام احمد صاحب کے ہاتھ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیعت میں داخل ہوئے، ان کی بیعت کا خط بقلم حضرت غلام امام صاحب، البدر ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۰ میں طبع شدہ ہے۔ حضرت لعل محمد صاحب بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ ستمبر ۱۸۹۵ء میں حضور علیہ السلام نے حکومت کے نام ایک اشتہار شائع کیا جس کے آخر میں اپنی جماعت کے تقریباً سات صد افراد کے نام درج فرمائے، حضرت مولوی صاحب کا نام بھی بلاد متفرقات کے خانے میں دوسرے نمبر پر موجود ہے۔ (آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۹۴، ۹۳)۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے ایک اور اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے چنانچہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کو دیئے گئے اشتہار میں بطور نمونہ اپنی جماعت کے ۳۱۶/ اصحاب کے اسماء درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

۲۳۵۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین۔ منی پور آسام۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۶)

حضور کی کتاب سراج منیر (روحانی خزائن جلد ۱۲) صفحہ ۸۷ پر ''فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ وچاہ وغیرہ'' میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔ تبلیغ رسالت جلد ہشتم میں مندرجہ حضورؑ نے اپنے ایک اشتہار میں اپنی جماعت کے مخلصین کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کے اخلاص کو تعریفی کلمات سے نوازا ہے ان مخلصین میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ (صفحہ ۷۰)

ان سب سے بڑھ کر آپ کی خوش قسمتی یہ ہے کہ حضورؑ نے آپ کو ان کبار ۳۱۳ صحابہ میں شامل فرمایا ہے جن کے نام آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اپنی کتاب انجام آتھم میں درج فرمائے ہیں۔ آپ کا نام ۹۴ نمبر پر اس طرح موجود ہے۔ [۹۴۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام]۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶)

حضرت مولوی غلام امام صاحبؓ خدمات دینیہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے ادا کرتے۔ آپ کی سوچ میں ایک دینی جذبہ اور اخلاص تھا۔ منی پور میں جب انجمن کی شاخ مقرر ہوئی تو آپ اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور نہایت عمدگی اور جانفشانی سے آپ نے اس خدمت کو سرانجام دیا، انجمن احمدیہ کو آپ کے کام پر

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

بہت تسلی تھی اور آپ کی معاونت کا بہت احترام کرتے تھے اور اپنی رپورٹس میں اس کا تذکرہ کرتے۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۲۔۱۹۱۱ء صفحہ ۷ میں لکھا ہے: ’’منی پور واقعہ آسام......سیکرٹری مولوی غلام امام صاحبؓ عزیز الواعظین......اس جگہ مولوی صاحب کا وجود غنیمت ہے اور آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ یہ ہے۔ مولوی صاحب کو سلسلہ سے بڑا اخلاص ہے اور بڑی محنت سے تکلیف اٹھا کر کام کرتے ہیں جزاہ اللہ الخیر۔ یہ علاقہ بہت دور ہے اور بارہ دن کا پہاڑی راستہ بہت ہی خراب ہے۔ چندہ کی رقوم بروقت پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں افراد جماعت سے مسلسل رابطہ رکھتے‘‘۔

(سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان اکتوبر ۱۹۱۰ء تا ستمبر ۱۹۱۱ء)

آپ کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مرکز سلسلہ آسام کی دیگر جماعتوں کو آپ کے کاموں اور کوششوں میں ممد و معاون ہونے کی تاکید کرتے ہوئے سیکرٹری صدر انجمن قادیان مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز (وفات ۱۳/اکتوبر ۱۹۵۱ء) لکھتے ہیں:

’’مولوی غلام امام صاحبؓ عزیز الواعظین سیکرٹری انجمن احمدیہ منی پور ملک آسام انجمن کے کام میں دلچسپی اور کوشش سے کام لیتے ہیں اور بہت مخلص ہیں اس لئے آسام کی دیگر انجمنوں اور احباب کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف سے مل کر کام کیا کریں اور دلچسپی حاصل کر کے مشکور فرماویں......۔(سیکرٹری محمد علی ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء)۔البدر یکم جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

خود منی پور کی مقامی جماعت کے لئے آپ کا وجود باعث فخر تھا، آپ ہر ایک سے حسن اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آتے ،نہایت مہمان نواز تھے۔ اخبار البدر۔۳۱/اکتوبر ۱۹۰۷ء اپنے صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے: ’’شکریہ۔ بابو نیاز اللہ صاحب احمدی منی پور کے سیکرٹری جماعت احمدیہ مولوی غلام امام صاحبؓ کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا شکریہ کرتے ہیں۔‘‘ آخر عمر تک آپ منی پور آسام صدر انجمن کے سیکرٹری رہے اور اس خدمت کو خوب نبھایا۔

مالی قربانیاں

انفاق فی سبیل اللہ مومن کا ایک خاص وصف ہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ بھی اس وصف میں پیش پیش تھے اور مسابقت فی الخیرات کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ سلسلے کی مالی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کو پورا کرتے۔ مثال کے طور پر چند ایک مدات میں آپ کی شمولیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)۔فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ و چاہ وغیرہ......

مولوی غلام امام صاحب منی پور عزیز الواعظین

......اہلیہ مولوی صاحب موصوف......۔

(سراج منیر ،روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۵،۸۷)

(۲)۔روزنامچہ آمد مدرسہ تعلیم القرآن قادیان بابت ماہ اپریل ۱۹۰۱ء......۔

مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور ملک آسام......۔(الحکم ۱۷ جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۲)

(۳)۔فہرست خریدار ریویو اُردو بابت ماہ اپریل ۱۹۰۶ء......۔

مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور۔ ۲

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۷ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۷۹)

(۴)۔رسید زر......میاں غلام امام صاحب......۔(البدر ۱۳/۲۰ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۸)

(۵)۔۱۸۹۸ء میں امرتسر جماعت نے مسجد احمدیہ تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا جس کے متعلق اخبار الحکم نے ۲۷ مارچ ،۶/اپریل ۱۸۹۸ء کے شمارہ میں صفحہ ۷ میں لکھا:

’’......امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت کو مسجد کی اشد ضرورت ہے......چونکہ امرتسر کی جماعت قلیل ہے اور اہل دُوَل لوگ بھی نہیں ،معمولی مزدوری پیشہ اصحاب ہیں تاہم ان کی ہمت قابل داد ہے اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بھی حسب الارشاد تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى پر کاربند ہو کر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے......‘‘۔

حضرت مولوی صاحب نے یہ اعلان پڑھا تو تعمیر مسجد کے کار خیر میں اپنا بھی حصہ ڈالا۔

(الحکم ۲۰/۲۷ جون ۱۸۹۸ء صفحہ ۵)

(۶)۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منشا پورا کرنے کے لئے مسجد اقصیٰ کے شرقی جانب ایک مینار تعمیر کرنے کی تجویز فرمائی اور ’’چندہ منارۃ المسیح‘‘ کی تحریک فرمائی اور سو سے زائد مخلصین کے نام لکھ کر ان سے سو روپیہ چندہ دینے کی امید ظاہر فرمائی۔ ایسے خوش نصیب اصحاب جن سے حضورؑ اس چندہ کی توقع رکھتے تھے، میں حضرت مولوی صاحبؓ بھی شامل تھے۔(تبلیغ رسالت جلد نہم۔ صفحہ ۶۱ نمبر ۱۰۰ پر آپ کا نام ہے) چنانچہ آپ نے حضور علیہ السلام کی مبارک توقعات پر پورا اترتے ہوئے چندہ منارۃ المسیح کی ادائیگی فرمائی۔ منارۃ پر رقم کردہ اسماء چندہ دہندگان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

خلافت حقہ پر ایمان

۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کے موقع پر جب جماعت کو ابتلا آیا تو آپ عزیمت سے خلافت کے ساتھ چمٹے رہے اور وہ لوگ جو خلافت سے الگ ہو کر جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’مجھ کو جناب مولوی محمد علی صاحب پر بڑا افسوس آتا ہے باوجود دعویٰ مصنف ہونے کے ایسی تقریر کرنا جو قرآن و حدیث کے برعکس ہو جو حضرت آدم خلیفہ، حضرت داؤد اور خلفاء راشدین کے مخالف۔ سورۃ نور میں مومنوں میں خلیفہ ہونا ثابت ہے اس کے خلاف اور تمام انبیاء ماسبق کے مخالف جو قومیں جہنم میں پڑی ہیں اور مسیح ناصری کے مخالفوں کا نتیجہ ہوا ہے اُس غار میں قوم کو ڈالنا چاہتے ہیں تو پھر کیا ضرورت تھی جو مسیح موعودؑ کی بیعت کے باعث سے مخالفین کے کفر کے فتویٰ کا بوجھ اٹھاتے رہے اور یہی نیچر انبیاء ماسبق کے مقابل میں قوموں کو کھاتا رہا تھا وہی نیچر آج احمدی قوم کو کھلانا چاہتے ہیں اور کیا وصیت میں مل کر کام کرنے کے یہی معنے ہیں کہ سب الگ الگ کام کریں اور امیر ایک کونہ میں چپ چاپ بیٹھا رہے۔ افسوس ہے مصنف تفسیر قرآن پر جو قرآن کے خلاف کام کرتا ہے۔ ملنے کے تو یہ معنے ہیں جو ایک امام کا دامن پکڑو گے تو پار ہو جاؤ گے نہیں تو وہی جہالت کی موت مرو گے۔(خادم غلام امام احمدی عزیز الواعظین)[الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳]

حضرت مولوی صاحب کی وفات کا علم نہیں کہ کس سال میں ہوئی اور آپ کی تدفین کہاں عمل میں آئی۔

❁❁❁❁❁❁

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔لندن)

اسپرین اور دمہ

ہم جانتے ہیں کہ اسپرین دل کے حملوں اور فالج کو روکنے کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئی ہے۔اس کے علاوہ کئی قسم کے کینسر کو بھی روکنے میں ممد و معاون ہے لیکن ایک بیماری ایسی ہے جہاں اسپرین ضرر رساں ثابت ہوئی ہے۔ برطانیہ اور آسٹریلیا کے چند سائنس دانوں نے مل کر ایک جائزہ لیا جس سے یہ انکشاف ہوا کہ قریباً ۲۱ فیصد دمہ کے مریض اسپرین کی وجہ سے زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ بچوں میں خوش قسمتی سے یہ شرح صرف ۵ فیصد ہے لیکن بچوں کو (۱۲ سال سے کم عمر) ویسے بھی اسپرین دینا غیر مناسب اور ضرر رساں ہے۔ جو لوگ آئی بیو پروفن (Brufen) قسم کی دوائیوں سے الرجک ہیں اور ان دوائیوں سے ان کا دمہ خراب ہوتا ہے تو وہ اسپرین کو بھی ضرر رساں پائیں گے۔ اسپرین یا بروفن قسم کی دوائیوں سے الرجی والوں کو اسپرین کے بجائے پیرا سیٹا مول استعمال کرنا چاہئے۔

❁❁❁❁

بلڈ پریشر کا کنٹرول

بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنے میں بسا اوقات یہ مشکل پیش آتی ہے کہ جب مریض ڈاکٹر کے پاس پریشر چیک کرواتا ہے تو وہ ڈاکٹر کی موجودگی کی بنا پر یا اس کے اردگرد ماحول سے متاثر ہونے کی بناء پر خاصا بڑھ جاتا ہے اور یہ حقیقی بلڈ پریشر نہیں ہوتا کیونکہ گھر کے ماحول میں یہ پریشر خاصا کم ہوتا ہے۔ اس امر کو جانتے ہوئے ڈاکٹر لوگ کئی دفعہ مریض کو اور باتوں میں لگا کر پرسکون کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ صحیح بلڈ پریشر کا پتہ چل سکے۔ ڈاکٹر کے پاس آنے میں بلڈ پریشر کے بڑھنے کو اصطلاح میں White Coat Hypertention کہتے ہین۔ یعنی ڈاکٹر کو دیکھ کر بلڈ پریشر کا بڑھ جانا۔ کیونکہ ڈاکٹروں کے پاس عموماً اتنا وقت نہیں ہوتا کہ مریض کے ساتھ اتنے عرصہ تک خوش گپیاں کرے کہ وہ پرسکون ہو جائے اس لئے کئی ڈاکٹر مریض کو یہ ہدایت کر دیتے ہیں کہ مریض خود چند دن اپنے گھر کے ماحول میں مختلف اوقات میں اپنا بلڈ پریشر چیک کرے اور اسے چارٹ کی شکل میں لکھ کر ساتھ لے آئے۔ منطقی طور پر دیکھا جائے تو یہ بلڈ پریشر کی صحیح شکل ہو گی۔ کئی ڈاکٹر اسی پر انحصار کرتے ہیں لیکن اس کی تصدیق کے لئے کوئی تحقیق سامنے نہ تھی۔ لیکن امریکہ کے ایک مشہور جریدے نے حالیہ تحقیق اسی موضوع پر شائع کی ہے۔ ۴۰۰ مریضوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا جن میں سے ایک کو باقاعدہ سرجری میں بلوا کر ہر ۳ ہفتہ بعد بلڈ پریشر دیکھا جاتا تھا اور دوسرے گروہ کو ہدایت تھی کہ وہ دن میں چھ بار اپنا بلڈ پریشر اپنے گھر کے ماحول میں چیک کرے اور چارٹ کی شکل میں لے آئے۔ جو لوگ خود اپنا پریشر چیک کرتے تھے انہیں کم طاقت کی دوائیاں ہی راس آ گئیں اور زیادہ سخت دوائیوں کی ضرورت نہ پڑی۔ لیکن علاج کے اس طریق پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس گروہ میں بلڈ پریشر کا کنٹرول کم ہو گیا۔ شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ اس گروہ کے مریض اپنا ہی پریشر دیکھنے میں غیر ضروری طور پر خود اعتمادی اور خوش فہمی میں پڑ گئے اور بلڈ پریشر پر اتنی توجہ نہ دی بہ نسبت اس گروہ کے جسے وقتاً فوقتاً ڈاکٹر کے سامنے حاضر ہونا پڑتا تھا۔

❁❁❁❁

خواتین زیادہ دوائیاں کھاتی ہیں

ایک امریکی تحقیق کے مطابق جو ۵۷۰ خواتین پر مشتمل تھی ۹۲ فیصد خواتین کسی ڈاکٹر کی دی گئی دوائی استعمال کر رہی تھیں اور ۹۶.۵ فیصد کیمسٹ سے خود خریدی ہوئی ادویات کو استعمال کر رہی تھیں۔ اس کے علاوہ قریباً ۶۰ فیصد Herbal یعنی جڑی بوٹیوں سے بنی ادویات بھی استعمال کر رہی تھیں۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ اگر یہ عورتیں کسی ڈاکٹر کے پاس بغرض علاج جائیں تو اسے بھی ان ادویات کے بارہ میں نہیں بتاتیں سوائے اس کے کہ ڈاکٹر نے خود لکھ کر دی ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان کو یہ بات مدّنظر رکھنی چاہئے اور خواتین مریضوں کے علاج کے دوران اس امر کو نظر انداز کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بقیہ:حضور انور ایدہ اللہ کے
دورہ جرمنی کی جھلکیاں
از صفحہ نمبر ۱۲

میں صبح ساڑھے چار بجے پڑھائی۔

۱۰ بج کر ۱۵ منٹ پر حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لائے اور دوپہر ایک بج کر ۱۵ منٹ تک ۴۸ فیملیز کے ۲۲۲؍افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

ایک بج کر ۵۰ منٹ پر نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ شام ۵ بجے دوبارہ فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہوا جو ۹ بجے تک جاری رہا۔ اس دوران حضور انور نے ۶۲ فیملیز کے ۲۸۷؍افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۹ بج کر ۳۵ منٹ پر نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی دن کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

❁❁❁❁

۲۱؍مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں صبح ساڑھے چار بجے پڑھائی۔

۱۲ بج کر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ساڑھے بارہ بجے خدام الاحمدیہ جرمنی کے مقام اجتماع کے لئے روانگی ہوئی۔ ایک بج کر ۳۰ منٹ پر بادکروزناخ ورود فرمایا جہاں صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ گیسٹ ہاؤس میں تھوڑی دیر قیام کے بعد حضور انور نماز جمعہ کے لئے مقام اجتماع کی طرف تشریف لے گئے۔

۲ بج کر پانچ منٹ پر خطبہ کا آغاز ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آیت استخلاف کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کے قیام کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کی شرائط بھی عائد کی ہیں کہ اگر ان باتوں پر قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔ آپ نے خلافت راشدہ کے خلاف اٹھنے والے فتنوں، خلافت راشدہ کے اختتام اور ملوکیت کے دور کی طرف بھی اشارہ فرمایا اور بتایا کہ یہ سب کچھ اس آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعودؑ کی آمد سے خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا جو دائمی رہنا ہے۔ اس کے لئے آپ نے خلافت عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ والی حدیث پیش فرمائی۔

آپ نے فرمایا: ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بلکہ اس کے ماننے والوں میں شامل ہو کر اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا: مسیح موعودؑ کی خلافت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ اس کے لئے آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے چند حوالے پیش فرمائے۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت احمدیہ کے چار ادوار کا ذکر بڑی تفصیل سے فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اٹھنے والے فتنوں کو اپنے فضل سے دبا دیا اور ہر دور خلافت میں جماعت کو اپنے فضل سے سخت حالت سے اس طرح نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ دشمن ذلیل وخوار ہو گئے اور جماعت نئی شان کے ساتھ قدم آگے بڑھاتی چلی گئی۔

آپ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خلافت میں ہونے والی ترقیات کا ذکر فرمایا اور آپ کے ارشادات بیان فرمائے۔ آپ نے بتایا کہ خلافت ثالثہ میں اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں ترقی ہوئی، افریقہ میں بھی اور یورپ میں بھی۔

آپ نے خلافت رابعہ میں اٹھنے والے فتنے کا ذکر بھی فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے سلوک کی جھلکیاں خلافت رابعہ کی ہجرت میں ہم نے دیکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دشمن نے چاہا کہ ایک ملک میں آواز کو دبا دیا جائے خدا نے MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی۔ ہر شہر، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔

آپ نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظاروں کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح بچوں نے، نوجوانوں نے، مردوں نے اور عورتوں نے اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ خطبہ کے آخر پر آپ نے فرمایا کہ:

”یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا، کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدہ کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنے رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے اور نوازتا رہے گا جس طرح وہ پہلے نوازتا رہا ہے۔

پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے ٹھوکر نہ کھا جائے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے، اس کی طرف جھکتے ہوئے، اس کا فضل مانگتے رہیں۔ اس مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈالے رکھیں کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے“۔

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے گیسٹ ہاؤس میں تھوڑی دیر کے لئے قیام فرمایا اور چار بجے کھیلوں کے میدان میں تشریف لے گئے جہاں پہلے والی بال کی ٹیموں کا تعارف اور تصاویر ہوئیں۔ آفن باخ اور ڈامسٹڈ کی ٹیموں نے اپنے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ حضور انور نے کچھ وقت کے لئے کھیل دیکھی۔ اس کے بعد فٹ بال کی گراؤنڈ کی طرف تشریف لے گئے اور فائنل میچ کھیلنے والی فرینکفورٹ اور مائن فرانکن کی ٹیموں کو شرف مصافحہ بخشا اور انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصاویر بنانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد باسکٹ بال کی ٹیموں کی طرف تشریف لے گئے اور ٹیموں کا تعارف ہوا۔ یہ ٹیمیں آفن باخ اور گراس گیراؤ ریجنز سے تھیں۔ تمام کھلاڑیوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے باسکٹ بال کا میچ بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا اور گیم کے بارہ میں انتظامیہ سے گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور اطفال کی کبڈی ٹیموں کی طرف تشریف لے گئے۔ ہمبرگ اور بادن وورٹن برگ کی ان ٹیموں نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ حضور انور اطفال کی دلجوئی کے لئے کافی دیر یہاں رونق افروز رہے اور ہمبرگ کے اطفال کی جیتنے والی ٹیم کو اپنی طرف سے نقدی کی صورت میں انعام سے نوازا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اطفال کی روک دوڑ کا مقابلہ بھی بڑی دلچسپی سے دیکھا اور پھر ہمبرگ اور بادن وورٹن برگ کی خدام کی کبڈی ٹیموں کا میچ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں حضور انور میچ کے اختتام تک تشریف فرما رہے۔ دونوں ٹیموں نے بڑی اچھی کھیل کا مظاہرہ کیا تاہم ہمبرگ کی ٹیم نے یہ میچ جیت لیا۔

کبڈی کے میچ کے وقفہ میں کلائی پکڑنے کا مقابلہ ہوا۔ کبڈی کے میچ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر قیام کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ کے لئے باہر تشریف لائے۔ پنڈال کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں پہلے لنگر خانہ کی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا اور تصاویر ہوئیں اور پھر کھانے کی مارکی کا معائنہ فرمایا اور منتظمین کو صفائی کے متعلق ہدایات دیں۔ حضور انور نے مہتممین سے تعارف حاصل کرتے ہوئے ان کے کاموں کا جائزہ لیا اور ان کو ضروری ہدایات دیں اور قائدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہدایات آپ سب کے لئے بھی ہیں۔ ان کی روشنی میں واپس مجالس میں جا کر کام کریں۔

بعدہ حضور انور ایدہ اللہ نے مقام اجتماع میں تشریف لا کر انعامات تقسیم فرمائے اور ۸ بج کر ۱۵ منٹ پر اختتامی دعا کروائی اور پنڈال میں موجود خدام اور احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور ان کی مجلس عاملہ نے میرے خطاب کے بعد سو مساجد کی سکیم کے لئے ایک ملین یورو کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں آپ سب لوگ ان کی مدد کریں۔ اس کے بعد امیر صاحب نے مختصر خطاب کیا اور کہا کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے ہر حکم پر عمل کرنے والے ہوں گے اور ہر قدم میں ان کے ساتھ ہیں۔ ۳۰۔۸ بجے بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر حضور انور بیت السبوح میں نماز مغرب اور عشاء پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

❁❁❁❁

۲۲؍مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں صبح ساڑھے چار بجے پڑھائی۔

دس بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ اپنے دفتر میں تشرف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

دس بج کر تیس منٹ پر فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو ایک بجے دوپہر تک جاری رہا۔ ۴۸ فیملیز کے ۲۱۸؍افراد نے اپنے امام سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ایک بج کر ۴۵ منٹ پر حضور انور نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

شام ۵ بج کر ۳۰ منٹ پر حضور انور دوبارہ اپنے دفتر تشرف لائے اور ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔ ۶۶ فیملیز کے ۲۸۲؍افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ۹ بج کر ۳۰ منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشا پڑھائیں جس کے ساتھ ہی آج کے دن کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

الفضل کا مطالعہ ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”خصوصیات سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل ومصباح کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس سے نظام سلسلہ کا علم ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے مشکل اور اونچے مضامین ہوتے ہیں ان کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں ان میں نہیں ہوتی۔ اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے اور معمولی مضامین ہوتے ہیں کہ وہ اسے پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کبھی کوئی لائق استاد بھی ملا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک بچے سے زیادہ کوئی نہیں ملا۔ اس نے مجھے ایسی نصیحت کی کہ جس کے خیال سے مَیں اب بھی کانپ جاتا ہوں۔ اس بچے کو بارش اور کیچڑ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر مَیں نے اسے کہا: میاں کہیں پھسل نہ جانا۔ اس نے جواب دیا: ”امام صاحب! میرے پھسلنے کی فکر نہ کریں اگر مَیں پھسلا تو اس سے صرف میرے کپڑے ہی آلودہ ہوں گے مگر دیکھیں کہ کہیں آپ نہ پھسل جائیں۔ آپ کے پھسلنے سے ساری امّت پھسل جائے گی“۔ پس تکبر مت کرو اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔ قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خیال بنانے کے لئے ایک قسم کے رسائل کا پڑھنا ضروری ہے“۔

(انوار العلوم جلد ۱۱ صفحہ ۶)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت لقمان علیہ السلام

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اکتوبر ۲۰۰۳ء میں حضرت لقمان علیہ السلام کے حوالہ سے ایک مضمون مکرم محمد عمر فاروق صاحب کے قلم سے (بحوالہ مرقع اردو) شامل اشاعت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت لقمانؑ کے نام سے ایک سورۃ ہے اور اُن نصائح کا بھی ذکر ہے جو آپؑ نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ آپؑ کا نام لقمان بن فاغور بن ناخور بن تارخ ہے۔ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام بھی تھا لیکن حضرت لقمان اُن کے ہم نسب نہیں تھے کیونکہ آپؑ سوڈان کے حبشی غلام تھے۔ آپؑ کا قد چھوٹا، ہونٹ موٹے موٹے اور بڑے تھے۔ پاؤں کے تلوے سپاٹ تھے۔ تاہم بہت نڈر، بے باک، دھن کے پورے، خاموش، ہر بات پر غور و فکر کرنے والے اور ہر معاملہ پر گہری نظر رکھنے والے بزرگ تھے۔ دن کو کبھی نہ سوتے۔ اتنے شرم و حیا والے تھے کہ کبھی کسی نے انہیں تھوکتے، پیشاب کرتے، نہاتے، ہنستے اور بات کو دہراتے نہیں دیکھا۔ البتہ حکمت کی بات کو دہراتے۔ بہت صابر و شاکر اور قناعت پسند تھے۔

حضرت لقمانؑ مختلف اوقات میں بڑھئی، درزی اور چرواہے کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ غلامی کے زمانہ میں ایک بار آپؑ کے مالک نے آپؑ سے بکری کا بہترین حصہ لانے کو کہا تو آپؑ دل اور زبان لے آئے۔ اگلے روز جب اُس نے بدترین حصہ لانے کو کہا تو بھی زبان اور دل لائے اور کہا کہ یہ پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر یہ ناپاک ہوں تو ان سے بُری بھی کوئی چیز نہیں۔

حضرت لقمانؑ کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹا آپؑ کی زندگی میں فوت ہو گیا تو آپؑ نے صبر و شکر سے کام لیا اور دوسرے بیٹے کو جو نصائح کیں اُن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی کیا ہے۔ چند نصائح یہ ہیں:-

☆ شرک نہ کرنا یہ بڑا بھاری ظلم ہے۔
☆ کسی مجلس میں جاؤ تو سلام کر کے بیٹھ جاؤ، اگر وہ خدا کے ذکر میں مشغول ہوں تو ٹھہرو ورنہ وہاں سے اُٹھ جاؤ۔
☆ بُرے لوگوں سے پناہ مانگتے رہو اور جو اچھے ہیں اُن سے بھی ڈرتے رہو۔
☆ دنیا میں دل نہ لگاؤ، خدا کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔
☆ کسی بات پر جب تک مجبور نہ ہو جاؤ، نہ ہنسو۔
☆ بے مطلب کہیں نہ جاؤ نہ کوئی بات پوچھو۔
☆ جو خاموش رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جو زبان قابو میں نہیں رکھتا، شرمندہ ہوتا ہے۔

محترم چوہدری مسعود احمد سوہاوی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۱/دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم چودھری مسعود احمد سوہاوی صاحب کا ذکر خیر مکرم سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آپ ۱۹۲۶ء میں چودھری محمد حسین صاحب کے ہاں سوہاوہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مڈل کا امتحان بدوملہی سے پاس کیا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ کو اپنے ننھیال کے ذریعہ قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی۔ آپ تادمِ آخر اپنے خاندان میں اکیلے احمدی رہے۔ ۱۹۴۵ء میں الفضل میں ملازمت کا اشتہار پڑھ کر آپ بھی قادیان چلے گئے اور خدام الاحمدیہ میں کارکن ہوگئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کرلی اور صدر انجمن احمدیہ میں خدمت جاری رکھی۔ ۱۹۷۱ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد روزنامہ الفضل، دفتر انصاراللہ اور وقف جدید میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو نماز سے عشق تھا۔ موسم کی پرواہ کئے بغیر اوّل وقت میں مسجد جاتے اور نوافل میں مشغول ہو جاتے۔

خلافت سے آپ کو بہت محبت تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ سندھ اور کوئٹہ کی زمینوں پر جانے کا موقع بھی ملا۔

آپ چندہ جات میں بہت باقاعدہ تھے۔ اپنے بیٹے اور پوتوں کی طرف سے بھی چندہ دیتے رہے۔ اپنے محلّہ کے لمبا عرصہ سیکرٹری مال رہے۔ بیماروں کی عیادت اور کمزوروں کی مالی مدد کرتے تھے۔

مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

محترم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب حضرت میاں فضل کریم صاحبؓ آف گوجرانوالہ کے دوسرے بیٹے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ کراچی میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کام کرتے تھے جب حضرت مصلح موعودؓ نے نوجوانوں کو مرکز کی حفاظت کے لئے دو دو ماہ وقف کرنے تلقین فرمائی جس پر آپ نے بھی لبیک کہا اور کراچی سے بائیس نوجوانوں کے ساتھ قادیان چلے گئے۔ بیس نوجوان تو دو ماہ بعد واپس آگئے لیکن آپ اور محترم یونس احمد صاحب وہاں پر ہی رہے۔ آپ کی والدہ نے آپ کو خط لکھا کہ باقی نوجوان واپس آگئے ہیں، اب تم بھی آجاؤ۔ اس پر آپ نے جواباً لکھا کہ قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنی جان، مال اور عزت قربان کرنے کا جو عہد ہم کرتے رہے ہیں، اب اس پر عمل کرنے کا وقت ہے، اس لئے اس عہد کو پورا کئے بغیر کیسے واپس آجاؤں؟۔ اس کے بعد والدہ نے کبھی آپ کو آنے کے لئے نہیں کہا۔ چنانچہ آپ نے باون سال کا عرصہ بطور درویش قادیان میں گزارنے کی توفیق پائی۔

آغاز میں قادیان میں مکرم ماسٹر صاحب نے ٹیلرنگ شاپ چلائی۔ پھر ریڈیو کی مرمت کا کام سیکھا اور اس کی دوکان شروع کردی۔ بعد میں ایک پبلک کال آفس چلاتے رہے۔ ۲۵/ستمبر ۲۰۰۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا مختصر ذکر خیر مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸/نومبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت ہے۔

آپ کی یاد میں مکرم ظہور الدین بابر صاحب کی کہی ہوئی ایک نظم سے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں:

نصف صدی کا قصہ ہے یہ اک دو دن کی بات نہیں
کون سا لمحہ تھا کہ ان کی راہوں میں آفات نہیں
قادیان کی بستی میں وہ سب آسودۂ خاک ہوئے
عہد وفا کو پورا کر کے ربّ کی نظر میں پاک ہوئے

اخلاق پر خوراک کا اثر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر جن عظیم الشان اسرار سے پردہ اٹھایا ہے ان میں ایک خوراک کا اخلاق پر اثر بھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ نہ صرف خوراک بلکہ کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی پچیس سے زیادہ آیات میں حلال اور طیب غذاؤں کے استعمال کی ترغیب دی گئی ہے اور اشارہ دیا گیا ہے کہ طیب اور پاک خوراک ہی کے نتیجہ میں نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مُردار، خون اور سؤر کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے نیز ایسی چیز کو بھی جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اَور کا نام لیا گیا ہو۔ اب مُردار کے بارہ میں خواہ وہ بوڑھا ہوکر مرا ہو یا کسی زہر خورانی یا کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے مرا ہو، اس کا گوشت زہریلا اور ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی صدمہ سے مثلاً کنویں میں گر کر یا جانوروں کی باہمی لڑائی سے مرا ہو تو بھی خون میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر خون اپنی ذات میں ہی ایسی چیز ہے جو کئی قسم کی زہریں اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہی حال سؤر کے گوشت کا ہے نیز سؤر میں بعض اخلاقی عیوب بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ خنزیر کا لفظ خنز (یعنی فاسد) اور ار (یعنی دیکھتا ہوں) سے مرکّب ہے۔ ہندی میں اسے سؤر کہتے ہیں اور یہ لفظ بھی سوء (یعنی بُرا) اور ار (یعنی دیکھتا ہوں) سے مرکّب ہے۔ پھر غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جانے والی چیز کا استعمال انسان کو بے غیرت بناتا اور دل سے اللہ تعالیٰ کا ادب دُور کر دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے طیب خوراک میں بھی اعتدال پر زور دیا ہے اور حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے: کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔

گزشتہ چند سالوں میں ہونے والے تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ سفید چینی کا ضرورت سے زیادہ استعمال دماغ میں ایسی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان اچانک غصہ میں آنے لگتا ہے اور ذہنی دباؤ اور الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امریکہ میں ایک جائزہ کے مطابق ۸۵ فیصد مجرم زیادہ چینی استعمال کرنے کے عادی تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صحت مند غذا کھانے والے چینی زیادہ کھانے والوں کی نسبت جلدی منشیات سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں ایک امریکی خاتون نے مجرموں کے علاج کا کامیاب تجربہ اُن کی خوراک میں سے چینی، کافی، الکوحل اور مٹھائیاں وغیرہ قطعی بند کر کے کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ۲۵۲ قیدیوں میں سے کوئی بھی دوبارہ کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ بعض جیلوں میں چینی اور میدہ کو خوراک سے خارج کیا گیا تو ایک سال کے اندر قیدیوں کی بیماریاں کم ہو گئیں اور اُن میں نظم و ضبط بڑھ گیا۔ اسی طرح سینکڑوں مجرموں اور دیگر افراد پر کئے جانے والے بہت سے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مٹھاس کی کمی سے تمام منفی رویوں میں کمی آتی ہے اور طبیعت اصلاح پسندی کی طرف مائل ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "لوگ عام طور پر پوچھا کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ سے کس طرح محبت کریں، نیکیوں میں کس طرح ترقی کریں، گناہوں اور مختلف بدیوں سے کس طرح بچیں...... اللہ تعالیٰ ان سب سوالات کا یہ جواب دیتا ہے کہ ...... اگر تم یہ چاہتے ہو کہ عمل صالح تم سے صادر ہوں تو تم حلال اور طیب چیزیں استعمال کرو۔ اگر تم حرام خوری کرو گے تو تم میں دھوکا بھی ہوگا، فریب بھی ہوگا، دغابازی بھی ہوگی، لالچ بھی ہوگا، معاملات میں خرابی بھی ہوگی۔ اس کے بعد یہ امید رکھنا کہ تم نیکیوں میں ترقی کرنے لگ جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے گی، محض ایک خام خیالی ہے"۔

یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴/دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴/دسمبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرمہ رفعت شہناز صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

الٰہی دعا کا ثمر چاہئے
محبت کی بس اک نظر چاہئے
کھلے بابِ رحمت ، بلا دُور ہو
دعاؤں کا ایسا ہنر چاہئے
عطا ہو جہاں روز و شب بے حساب
گدا کو تو ایسا ہی دَر چاہئے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday June 11, 2004 | Issue No. 24

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ جرمنی کی بعض جھلکیاں

ہر خادم کو سمجھنا چاہئے کہ میرے پیچھے جماعت احمدیہ کا چہرہ ہے۔ میری ذراسی غلط حرکت سے احمدیت کے وقار کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لئے مَیں نے مکمل طور پر اس جذبے کے تحت زندگی گزارنی ہے کہ میری زندگی اب میری زندگی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کی زندگی ہے۔

خدام الاحمدیہ کو نمازوں کے قیام، تلاوت قرآن کریم میں باقاعدگی، مالی قربانی، حصول تعلیم، والدین کی عزت واحترام کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔ سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع سے خطاب

(رپورٹ: اخلاق احمد انجم)

۱۹ رمئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر ''بیت السبوح ''میں صبح ساڑھے چار بجے پڑھائی۔

۱۱ بجکر دس منٹ پر حضور انور نے دفتر تشریف لا کر پہلے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بارہ بج کر ۱۵ منٹ تک جاری رہا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۵ فیملیز کے ۶۳ ؍افراد سے ملاقاتیں فرمائیں۔

۴ بج کر ۲۵ منٹ پر بیت السبوح سے مقام اجتماع کے لئے روانگی ہوئی اور ۶ بج کر ۱۲ منٹ پر بادکروزناخ(Badkreuznach) میں ورود فرمایا جہاں آج سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کا آغاز ہو رہا ہے۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے حضور انور کا استقبال کیا۔ اور حضور انور نے موجود مجلس خدام الاحمدیہ کی عاملہ اور اجتماع کی انتظامیہ کو شرف مصافحہ بخشا۔

۶ بجکر ۲۰ منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے مجلس خدام الاحمدیہ لہرایا جبکہ محترم امیر صاحب اور صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور نے مقام اجتماع کی طرف تشریف لے گئے اور اجتماع کی افتتاحی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ فخر احمد صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد اس کا اردو اور جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعدہ حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے ساتھ عہد دہرایا۔ تمام خدام نے بڑے وقار کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرایا۔ جس کے بعد صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے عہد کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ عہد کے بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام مکرم مجاہد جاوید صاحب نے پیش کیا۔

۶ بج کر ۴۵ منٹ پر سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے ۲۵ ویں سالانہ اجتماع کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ حضور انور کا خطاب تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے قیام کا بہت بڑا مقصد یہ تھا کہ خدام کے دلوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ جماعت کی ذمہ داریوں کو تم نے اٹھانا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرو۔ ہر خادم کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا چاہئے کہ اب جماعت کی زندگی اور بقاء میرے ساتھ وابستہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت طلحہؓ کے ہاتھ شل ہونے والے واقعہ کو بیان کر کے خدام احمدیت کو اس طرف توجہ دلائی کہ آج ہر خادم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میرے پیچھے جماعت احمدیہ کا چہرہ ہے میری ذراسی غلط حرکت سے احمدیت کے وقار کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لئے مَیں نے مکمل طور پر اس جذبے کے تحت زندگی گزارنی ہے کہ میری زندگی اب میری زندگی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کی زندگی ہے۔ مَیں نے ان سب احکامات پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دشمن جو ہر وقت تاک میں بیٹھا ہے وہ ہماری ہر بات پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ذراسی حرکت کو اچھالا جاتا ہے تاکہ جماعت کو بدنام کیا جائے...... اس لئے ہم سے ہر وقت ایسے فعل سرزد ہونے چاہئیں جو جماعت کی نیک نامی کا باعث بنیں نہ کہ بدنامی کا اور خاص طور پر ان یورپین ممالک میں رہنے والوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ کے ہاتھ کے پیچھے جماعت کا چہرہ ہے اور اس کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے اس لئے ہر قول وفعل سے اس بات کو ثابت کردیں کہ حقیقت میں آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ہیں اور اس کے فضلوں کے وارث ہیں۔

پھر حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو نماز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آنحضرت ﷺ کی حدیث ''نماز دین کا ستون ہے'' کی روشنی میں فرمایا کہ اگر کوئی چھت ستون پر کھڑی ہو، ستون ہٹانے سے نیچے آ جائے گی تو ہم پر جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی چھت کا سایہ ہے یہ اس وقت قائم رہے گا جب تک ہم نمازیں صحیح طور پر ادا کرتے رہیں گے کیونکہ ان نمازوں نے ہی اس چھت کو سہارا دیا ہوا ہے۔

پھر حضور انور نے قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اوپر یہ فرض کر لے کہ اس نے روزانہ صبح قرآن کریم کی تلاوت ضرور کرنی ہے اور گھر سے باہر نہیں نکلنا جب تک ایک دو رکوع پڑھ نہ لیں۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے چند ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے مالی قربانی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے خدام کو اپنے اندر قربانی کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور سو مساجد کے وعدہ کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہاں کی جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد خدام پر مشتمل ہے۔ اس لئے وہ فیصلہ کریں اور سوچیں اور جماعت کو بتائیں کہ وہ ہر سال کتنی زیادہ سے زیادہ مساجد بنا سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری جو ایک احمدی نوجوان کی ہے اور اس کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے وہ تعلیم ہے۔ یہاں کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہوں۔

پھر حضور انور نے والدین کی عزت اور احترام کی طرف توجہ دلائی اور اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ گندی فلموں کے دیکھنے سے خدام کو منع فرمایا۔

خطاب کے بعد خدام کی طرف سے پیش کردہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی ۲۵ سالہ تاریخ پر مشتمل ایک فیچر پروگرام بھی حضور انور نے کچھ وقت کے لئے ملاحظہ فرمایا۔ اس کے بعد بیت السبوح کے لئے واپسی ہوئی جہاں ۹ بج کر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے ۱۶ فیملیز کے ۷۱ ؍افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۱۰ بج کر ۳۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب اور عشاء پڑھائیں اور اس کے ساتھ ہی آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

❁❁❁❁

۲۰ رمئی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔